ماہنامہ

پاکستان

مجلہ الحقیقہ



توحید اور محبوبان خدا کے کمالات

درس قرآن

جمال محبت

درس حدیث

کمال اطاعت

وادی کشمیر جنت نظیر

افغانستان کا تحفہ

کے انگوروں کے سائے

مسئلہ باغ فدک

تازہ بہ تازہ

حمد و نعت

میرا خدا وہی ہے جو رب الانام ہے
میرا رسول وہ ہے جو خیر الانام ہے

میرے خدا کی شان میں شرکت روا نہیں
میرا نبی بھی مثل سے بالا ہے بالیقیں

میرا خدا کریم و رؤف و رحیم ہے
میرا نبی رؤف و رحیم و کریم ہے

تھی جس خدا کی مجھ کو ضرورت وہ مل گیا
کیونکر ملا؟ سمجھ لو نبی نے ملا دیا

یا رب خرد کہاں ترا عرفان پا سکے
ہاں ہاں ترا نبی ہے جو تجھ سے ملا سکے

یا رب ترا کرم کہ نبی کا گدا کیا
تیرا کرم ہے یا نبی رب کا پتہ دیا

مجھ بے نوا کو دولت توحید مل گئی
تیری سخایہ تیری عطا ہے میرے نبی

میں نے در حضور کی جانب جو رُخ کیا
یا رب تیرے کرم تیری توفیق سے ہوا

کہتا ہوں یا خدا تو کرم ہے حضور کا
کہتا ہوں یا نبی تو کرم ہے غفور کا

بے عشق مصطفیٰ جو کوئی یا خدا کہے
فضل خدا سے تا ابد محروم ہی رہے

جو یا خدا بھی کہتا ہے اور یا رسول بھی
حاصل اسی کو ہے یہاں ایمان و آگہی

توحید جس کو کہنے نہیں دیتی یا رسول
اس بوالفضول بندے کی توحید بھی فضول

توحید جس میں جلوہ عشق نبی نہیں
ایمان کہہ رہا ہے وہ توحید ہی نہیں

آسی جو نظرِ مرشدِ لاثانی ہو کبھی
یہ عشق بھی ملا، سمجھ توحید بھی ملی

(پروفیسر محمد حسین آسی)

يايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم
اے نبی! جہاد کرو کافروں اور منافقین سے اور ان پر سختی کرو (التوبہ ۷۳)

ماہنامہ پاکستان
مجلہ الحقیقہ

زیر سرپرستی
حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی

مدیر اعلیٰ
شجاعت علی مجاہد

مدیر مسئول
ابوطلحہ نوری

رمضان ۱۴۲۲ھ دسمبر ۲۰۰۱ء
جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۳

اس شمارے میں

ادارت
صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی
ڈاکٹر محمد اقبال نوری — محمد رضاء الدین صدیقی

زیر اہتمام
حاجی اخلاق احمد نقشبندی

مشیر قانونی
غلام فرید چوہدری
ایڈووکیٹ۔ ایم اے ایل ایل بی
لاثانی لاچیمبر ہائیکورٹ

زر تعاون

پاکستان فی پرچہ	10 روپے	
یورپ (فی پرچہ)	1 پونڈ	سالانہ 10 پونڈ
یو ایس اے (فی پرچہ)	1.5 ڈالر	سالانہ 15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	سالانہ 30 ریال

اشتہارات کیلئے

سائز	زر تعاون
بیرون ٹائٹل	-/1000 روپے
اندرون ٹائٹل	-/800 روپے
بیرون ہاف ٹائٹل	-/700 روپے
اندرون ہاف ٹائٹل	-/500 روپے

برائے رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

پبلیشرز
پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر شیران اسلام نقش لاثانی نگر، شکر گڑھ (نارووال) سے شائع کیا

پاکستان کا مطلب کیا؟

پروفیسر محمد حسین آسی

انشاء اللہ: چند دنوں تک رمضان مقدس کی وہ عظیم رات آ رہی ہے جسے قرآن حکیم نے لَیلَۃُ القَدر کا نام دیا ہے یعنی قدر و منزلت والی رات خود اسی کتاب زندہ، قرآن حکیم میں اس کی شرف و عظمت کی وجہ یہ بیان فرمائی گئی اِنَّا اَنزَلنٰہُ فِي لَیلَۃِ القَدرِ ترجمہ: بیشک ہم نے اُسے شب قدر میں اتارا کیا خوب فرمایا کسی بلند نگاہ دانا و بینا شخص نے کہ قدر عطا فرمانے والے مالک نے قدر والے فرشتے کے ذریعے قدر والے پیغمبر (ﷺ) پر قدر والی امت کی خاطر قدر والے مہینے کی قدر والی رات میں قدر والا کلام اتارا۔ اس عظیم شرف کی بنا پر اعلان فرمادیا گیا لَیلَۃُ القَدرِ خَیرٌ مِّن اَلفِ شَھرٍ ترجمہ: شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اسی عظمت کے نتیجے میں تَنَزَّلُ المَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوحُ فِیھَا بِاِذنِ رَبِّھِم یعنی اس میں جبریل اور فرشتے اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے نور العرفان میں اس پر یہ حاشیہ دیا گیا ہے "یعنی شب قدر میں شام سے صبح تک سارے مقرب فرشتے یا عبادت کرنے والے بیشمار فرشتے اور روح الامیں حضرت جبریل یا روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا روح محمدی ﷺ یا فرشتوں کی خاص روحانی جماعتیں یا وہ روح فرشتہ جس کی بیشمار زبانیں ہیں، جن سے مختلف لغات میں حمد الٰہی کرتا ہے اور اس رات تمام زبانوں سے مومنین کے لئے دعائے مغفرت خصوصاً مسجدوں اور مومنین عابدین کے گھروں میں اترتے رہتے ہیں، (روح وغیرہ)

ہمارے لئے اس رات کی برکتوں کا ایک عظیم و جلیل پہلو یہ بھی ہے کہ اسی میں دنیا کے نقشے پر پاکستان کے نام سے سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے قیام کا اعلان ہوا۔ ہاں ہاں پاکستان اسی رات بنا، جس رات قرآن پاک اترا۔ اس میں قدرت کی طرف سے یہ اشارہ تھا پاکستان ایک قرآنی ملک ہے اور اس میں قرآن پاک کی ہدایات و تعلیمات کا نفاذ ہونا چاہیے۔ یہی بات تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ کے رہنما اور علماء و مشائخ اہل سنت فرمایا کرتے تھے۔

سب کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا **پاکستان کا مطلب کیا** لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ)

حضرت قائداعظم یعنی بانی پاکستان بھی یہی باور کرایا کرتے تھے کہ ہم پاکستان محض زمین کے ایک ٹکڑے کے حیثیت سے نہیں لینا چاہتے بلکہ اسے اسلام کی عظیم لیبارٹری بنا کر دنیا کو قرآن و سنت کی برکات سے آشنا کرنا چاہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور نظریاتی ملک میں سب سے زیادہ اہمیت اس نظریئے کو دی جاتی ہے جو اس کی تشکیل و قیام کی بنیاد بنتا ہے۔ گاندھی اور اس کے ہمنوا "وطن" کو اپنی قومیت کی بنیاد ٹھہراتے تھے جب کہ حضرت قائداعظم دین و مذہب کو۔ چنانچہ ایک بار گاندھی نے قائداعظم علیہ الرحمہ سے پوچھا (اور اس کے ذہن میں یہی ہوگا کہ قائداعظم علیہ الرحمہ اس کا جواب اپنے نظریئے کی روشنی میں نہیں دے سکیں گے **r.Jinnah, are you not an Indian First.** (مسٹر جناح۔ کیا تم پہلے ایک ہندوستانی نہیں ہو) قائداعظم نے فرمایا **No douit an Indian First,but a Muslim Foremost.** (بے شک میں ایک ہندوستانی پہلے ہوں مگر ایک مسلمان اس سے بھی پہلے) حضرت قائداعظم قیام پاکستان سے قبل ہی نہیں بعد میں بھی پاکستان کے اساسی نظریے کی وضاحت یونہی کرتے رہے "وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسم واحد کی طرح ہیں، وہ کونسی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت اُستوار ہے، وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن مجید ہے، (اجلاس مسلم لیگ کراچی) ایک اور مقام پر فرمایا "اسلام ہماری زندگی اور

ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ اسلام نے ہمارے ثقافتی اور تہذیبی ماضی اور ہماری گذشتہ روایات کو عرب دنیا سے اتنا وابستہ، گہرا اور قریب کر رکھا ہے کہ اس امر میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں ہونا چاہیے کہ ہم عربوں اور ان کے مسائل اور مقاصد سے مکمل ترین ہمدردی رکھتے ہیں" (مشرق اردن کے سفیر کے استقبال میں ۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء) مزید برکت کے لئے حضور سرورِ کونین خواجہ دارین ﷺ کی بارگاہ میں جناب قائداعظم علیہ الرحمۃ کا اندازِ عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔ "آج ہم یہاں دنیا کی عظیم ترین ہستی کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں آپ کی عزت تکریم کروڑوں عام انسان ہی نہیں کرتے بلکہ دنیا کی تمام عظیم شخصیتیں آپ کے سامنے سر جھکاتی ہیں۔ میں ایک عاجز ترین انتہائی خاکسار، بندہ ناچیز اتنی عظیم، عظیموں کی بھی عظیم ہستی کو بھلا کیا اور کیسے نذرانہ عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ عظیم مصلح، عظیم رہنما اور عظیم واضع قانون، عظیم سیاستدان، عظیم حکمران تھے"۔ (کراچی بار ایسوی ایشن۔ ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء عید میلادالنبی) ایک یہ قرآنی و ایمانی نظریات ہیں اور ایک وہ نعرہ جو گذشتہ دنوں موجودہ دنیا کے سب سے بڑے فرعون بش سے ہم آہنگی کا جواز پیدا کرنے کے لئے لگایا گیا۔ یعنی

پاکستان ہماری جان سب سے پہلے پاکستان

'سب سے پہلے پاکستان' کا نعرہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے گاندھی کا نعرہ سب سے پہلے ہندوستان' (قائداعظم سے سوال کرتے وقت اس کے پیش نظر یہی نعرہ تھا، ہونا تو یہ چاہیے تھا

پاکستان ہماری جان سب سے پہلے پاکستان

اس سے بھی پہلے ایمان ہے یہ قائد کا فرمان

سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگا کر معاذ اللہ افغانستان کو ایک ایسے ظالم و جابر شیطان کے سپرد کر دیا گیا جس کے نزدیک افغانستان اور پاکستان میں کوئی فرق نہیں۔ وہ قرآن کا دشمن ہے اسلام کا دشمن ہے، اس نے افغانستان پر حملہ کیا تو صلیبی جنگ کا نام لے کر وہ تمام مسلمان ملکوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور اپنا نیو ورلڈ آرڈر ساری دنیا پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ ہاں ایک ایک کر کے مارنے میں اسے آسانی ہے۔ اس لئے وہ باری باری سب کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ پہلے ایک کو سب سے الگ کرے گا، پھر دوسرے کو، پھر تیسرے کو۔ اور مسلمان ملکوں کے سربراہ معاذ اللہ اسی قسم کے نعروں سے اپنی اپنی رعایا کو مطمئن کریں گے

'سب سے پہلے پاکستان یا سب سے پہلے ہے ایران

سوچئے ہم کتنے باغیرت اور باوفا ہیں کہ دین کے سب سے بڑے دشمن کا ساتھ دیا اور دین کے سب سے بڑے محافظوں سے منہ پھیر لیا ہے یہ واقعی کفر اور اسلام کی لڑائی تھی اور اس میں ہمارا کردار؟....... نواسہ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام نے اپنی عظیم قربانی سے اسلام زندہ کر دیا اور ملا عمر نے اسوۂ شبیری پر عمل کر کے وقت کے سب سے بڑے فرعون کو للکارا اور نتیجہ؟ ایک خبر ملاحظہ ہو 11 ستمبر کے واقعے کے بعد 24,000 ہزار افراد مسلمان ہو چکے ہیں۔ (روزنامہ تحریک ۱۳ نومبر)

ایک اور ستارہ ٹوٹ گیا:

پچھلے دنوں شیخ الحدیث، پاسبان مسلک رضا، استاد العلماء، شارح بخاری حضرت مولانا غلام رسول رضوی کے وصال کی خبر اہل سنت و جماعت کے دلوں پر قیامت ڈھا گئی۔ حضرت مولانا، حضور شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد فیصل آبادی کی مسند علم و فضل کے وارث تھے، انہوں نے بلند پایہ تحقیقات سے اہل سنت کو مالا مال کیا، بالخصوص ہزاروں کی تعداد میں باعمل علماء کی جماعت تیار کی جو پاکستان اور بیرون پاکستان میں اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہے۔ آپ نہایت روشن ضمیر، باوقار، زندہ دل اور سراپا علم و عرفان تھے، ہزاروں افراد نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی، اور لاکھوں کروڑوں مسلمانوں نے ان کی یادوں کو سینے لگایا۔ اس قحط الرجال کے زمانے میں اُن کی شخصیت ایک سہارا تھی، ایک ستارہ تھی۔ مولا کریم اُن کے روحانی فیض کو عام فرمائے۔

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی

دیکھئے خود اللہ جل مجدہ کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ دعا فرمائی اور اس کا (آغاز اس طرح سے فرمایا

اللّٰھُمّ انّی اسئلک بحقّ السّائلین علیک یعنی: اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اس حق کے صدقے میں جو سائلین کا تجھ پر ہے۔

اس کے ساتھ ہی وبحقّ ممشای ھٰذا

اور اس پر چلنے سے جو حق بنا ہے اس کے صدقے میں....... اس میں کوئی شک نہیں کہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں کیونکہ مخلوق کی ہر نیکی بھی گویا خالق کا اس پر احسان ہے اور جب خالق کی توفیق کے بغیر مخلوق نیکی کرنے سے ہی قاصر ہے تو اس کا حق کیونکر بن سکتا ہے۔ اس لئے فقہا نے فرمادیا کہ لاحقّ لِمخلوقٍ علی الخالق (حاشیہ کنزالدقائق وغیرہ)

ترجمہ: کسی مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں۔ اس کے باوجود اللہ محض اپنے فضل وکرم سے بندے کا کوئی حق ٹھہرا لیتا ہے اور اس کو پورا کرنا اپنے ذمہ کرم پر لے لیتا ہے۔ مثلاً حضور پرنور ﷺ کی اسی دعا سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال کرنے والوں کو اللہ اس طرح نوازتا ہے گویا یہ اُن کا حق ہو اور گویا اللہ نے اعلان کر رکھا ہے کہ جو مجھ سے مانگے گا اس کا حق بنتا ہے کہ میں اُسے نوازوں۔ یہ محض اس کا کرم ہے اس دعا کا دوسرا جملہ بھی یہی وضاحت کر رہا ہے جو لوگ اللہ کی عبادت کے لئے مسجد کی طرف نکلتے ہیں اللہ نے اُن کا حق بھی اسی طرح محض اپنی رحمت سے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے کہ ایسے لوگ اپنے رب سے مانگیں اور جس طرح ہر حقدار کو اس کا حق ملنا چاہیے یونہی اللہ تعالیٰ گویا ان کا حق تسلیم مقرر کر کے انھیں ضرور عطا فرماتا ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ اپنی بارگاہ کے سائلوں کو اس طرح عطا فرماتا ہے گویا یہ ان کا حق ہو۔ اگرچہ یہ حق محض اُس نے ذمہ کرم پر لیا ہے ورنہ حقیقت میں مخلوق اس لائق کہاں کہ اپنے خالق پر کوئی حق جتائے۔ اللہ کی بارگاہ کے سب سے بڑے مودب اور توحید کے سب سے بڑے معلم ﷺ نے سائلوں کے حق اور مسجد کی طرف چلنے کے حق کا ذکر فرما کر اسی بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ اللہ کے ہاں سوال کرنے والوں اور مسجد کی طرف چلنے والوں کی بہت عزت ہے اور جب اس قسم کے لوگ اس سے کچھ مانگتے ہیں تو وہ اس طرح عطا فرماتا ہے جیسے حقدار کو اس کا حق دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس حدیث کی رو سے اپنی دعا میں دوبار 'بحق' کا لفظ اختیار فرمایا اور ظاہر ہے یہ تعلیم امت کے لئے دعا ہے اسی لئے دعا کا ذکر کرنے سے پہلے فرمایا من خرج من بیتہ الی الصّلوٰۃ فقال یعنی: جو نماز کے لئے گھر سے نکلے اور یہ کہے اور دعا سکھانے کے بعد فرمایا اقبل اللّٰہ بوجھہ واستغفر لہ سبعون الف ملکٍ (صحیح ابن خزیمہ) یعنی اللہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں اللہ پر نماز کے لئے چلنے والے کا حق کیوں بنا؟ اسی دعا میں اس کا جواب موجود ہے فانّی لم اخرج اشرًا ولا بطرًا ولا ریاءً ولا سمعۃً ترجمہ: کہ میں غرور وتکبر اور ریا وشہرت کے لئے نہیں نکلا اگر یوں نکلتا تو پھر میرا کوئی حق نہ تھا نکلا ہوں تو کیوں خرجتُ اتّقاء سخطک وابتغاء مرضاتک ترجمہ میں نکلا ہوں تیری ناراضی سے بچنے اور تیری رضا ڈھونڈنے کے لئے اور جو شخص اللہ کے غضب سے بچنے کے لئے اور بخشش حاصل کرنے کے لئے مسجد کی طرف جائے اس کا گویا حق بنتا ہے جو مانگے سو پائے لہٰذا یہ کہہ کر وہ دعا کرتا ہے۔ اور وہ بھی صرف اتنی فاسئلک ان تعیذنی من النّار وان تغفرلی ذنوبی انہ لایغفر الذّنوب الّا انت ترجمہ: سو (اے اللہ) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آگ سے پناہ عطا فرما میرے گناہ بخش دے بیشک تیرے سوا کوئی ایسا نہیں جو گناہ بخش دے

غور فرمایئے حضور پرنور ﷺ ساری امت کو 'بحق' کے لفظ کے ساتھ دعا کی تلقین فرما رہے ہیں اور قبولیت کی خوشخبری سنا رہے ہیں تو پھر 'بحق' کا لفظ کیوں نہ امت کی دعاؤں میں شامل ہو۔ حضرت شیخ سعدی کے مشہور و معروف درج ذیل اشعار بھی اسی مبارک تلقین کا نتیجہ ہیں

خدایا بحق نبی ﷺ فاطمہ کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول من و دست و دامان آل رسول

مولانا محمد قاسم نانوتوی جن کے سر مدرسہ دیوبند کی بنیاد کا الزام تھوپا جاتا ہے انہوں نے بھی اپنا شجرہ طریقت اسی انداز میں لکھا ہے مثلاً اس کا ایک شعر ہے

بحق خواجہ مودود چشتی کہ سگ را فیض ذو ساز د بہشتی

اس قسم کے اپنوں اور بیگانوں کے اشعار سن کر کہہ دیتے ہیں کہ جب فقہا نے یہ تصریح فرمادی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق ہو ہی نہیں سکتا تو ان اشعار کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ ہم نہایت

ادب سے عرض کرتے ہیں کہ جب خود حضور پرنور ﷺ ایک بابرکت دعا سکھا رہے ہیں اور اس میں 'بحق' کا لفظ موجود ہے تو اس سے بڑھ کر کونسی دلیل چاہیے۔ فقہائے قول کی وضاحت اوپر ہو چکی، واقعی خالق پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہیں سوا اس کے کہ کسی مخلوق کا کوئی حق اپنے ذمہ کرم پر لے جیسے اس دعا میں حضور ﷺ نے تصریح فرمائی ہے۔ ایک یہی دعا نہیں، بلکہ حضور پرنور ﷺ نے اپنی پیاری بچی اور حضرت سیدنا مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ کی والدہ کریمہ حضرت سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہما کو قبر میں دفنانے سے پہلے جو دعا فرمائی تھی اس میں بھی ایک جملہ اسی قسم کا موجود ہے و وسع علیھا مد خلھا بحق نبیک والانبیآء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین

ترجمہ۔ اور ان پر ان کی قبر کو وسیع فرمادے صدقہ اپنے نبی ﷺ اور ان انبیاء علیہم السلام کے حق کا صدقہ جو مجھ سے پہلے گزرے بیشک تو سب سے بڑا رحم فرمانے والا ہے۔ ہاں ہاں اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے کہ اس نے اپنے مخصوص بندوں کو نبوت سے نوازا اور انھیں اپنی عنایات و نوازشات کا حقدار ٹھہرایا۔ چونکہ اللہ کے دربار میں انبیاء کرام علیہم السلام کی وجاہت کا عقیدہ بہت ضروری ہے، غالباً حضور پرنور ﷺ نے اس عقیدے کو ازحد اجاگر کرنے کے لئے ہی یہ انداز اختیار فرمایا ہے۔ اس سے جس طرح مقام نبوت کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، شاید کسی اور انداز سے نہیں۔ بلکہ وہ لوگ جو صدق دل سے انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لاتے ہیں، وہی مومن ہیں اور اللہ نے ان کو بھی اپنی رحمت و نصرت کا حقدار ٹھہرایا ہے۔ مگر پہلے ایک حدیث پاک سن لیجیے۔

"حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ رحمت دو عالم ﷺ کے پیچھے دراز گوش پر سواری کا شرف ملا۔ اس وقت میرے اور آپ کے درمیان صرف زین کی لکڑی تھی۔ رحمت دو عالم ﷺ نے مجھ سے فرمایا یا مُعاذُ ھل تدری ماحق اللّٰہ علی عبادہٖ وما حقُّ العباد علی اللّٰہ قلتُ اللّٰہ ورسولُہٗ اعلمُ قال فانّ حق اللّٰہ علی العباد ان یعبُدوہُ ولا یُشرکوا بہٖ شیئًا وحق العباد علی اللّٰہ ان لا یُعذّب من لا یُشرک بہٖ شیئًا (اے معاذ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تب سرکار نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے وہ اسے لاشریک ماننے والے کو عذاب نہ دے) میں نے عرض کیا لوگوں کو یہ خوشخبری نہ دے دوں، فرمایا انھیں یہ خوشخبری نہ سناؤ کہیں یہ بھروسہ ہی نہ کر بیٹھیں (اور عمل ترک نہ کر دیں) بخاری و مسلم

ہمارے ہاں کچھ لوگوں کا مزاج ایسا بگڑ گیا ہے کہ حدیث کتنی ہی صحیح اور قوی کیوں نہ ہو، اگر طبیعت کو (معاذ اللہ) گوارا نہ ہو تو اُسے ضعیف کہہ دیتے ہیں۔ لہٰذا اب قرآن ہی سے اہل ایمان، کا حق جو اللہ کریم نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے پوچھ لیتے ہیں۔ سنئے اللہ کا فیصلہ۔

(۱) ثُمّ ننجی رُسُلنا والذین اٰمنوا کذٰلک حقاً علینا ننج المؤمنین۔ (یونس۔۱۰۳) ترجمہ: پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے۔ بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے، مسلمانوں کو نجات دیں۔ ولقد ارسلنا من قبلک رسُلاً الیٰ قومھم فجآءُوھم بالبینٰت فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقاً علینا نصر المؤمنین (الروم۔۴۷) ترجمہ: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول انکی قوم کی طرف بھیجے۔ تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے۔ پھر ہم نے مجرموں سے بدلا لیا، اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا...... غرض وسیلہ پیش کرنا اور اس کے حوالے سے دعا کرنا دربار خداوندی کے آداب میں سے ہے اور اس کا حکم خود دعائیں مقبول کرنے والے سچے، واحد و لاشریک خدا نے دیا ہے، اور اس کے سب سے بڑے حبیب ﷺ نے وسیلے سے دعائیں مانگی حالانکہ وہ کسی کے وسیلے کے محتاج نہیں بلکہ باقی سب مخلوق اُن کے وسیلے کی محتاج ہے۔ ظاہر ہے حضور ﷺ جب کسی کے وسیلے کے محتاج نہیں تو پھر بھی حضور ﷺ کسی کا وسیلہ پیش کر کے دعا کریں۔ آخر کیوں؟ تعلیم امت کے لئے۔ جسے امتی ہونے کا دعوی ہے اُسے تو اپنے آقا و مولا ﷺ کا ہر فیصلہ قبول ہونا چاہیے اور اپنے آقا و مولا ﷺ کی تعلیم و تلقین پر بدل و جان عمل نہ کرنا چاہیے، نہ کہ فرار کے بہانے تلاش کرے اور بالکل اس کے برعکس ایک نئی راہ تراشے، محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی راہ چھوڑنا اور کسی کی راہ پر چلنا، یہی تو بدعت ہے۔

منکرین کو وسیلے سے چڑ کیوں ہے، اس لئے کہ وسیلہ پیش کرنا بارگاہ خداوندی کے آداب میں سے ہے (جیسا کہ اوپر گزرا) اور ادب آداب کی باتیں اس قبیلے کے لئے ناقابل قبول ہیں۔ نماز پڑھ لیں گے، روزہ رکھ لیں گے، تلاوت بھی کر لیں گے۔ مگر ادب؟ کسی قیمت پر بھی قبول نہیں۔ لہٰذا ان کی نماز؟ ادب سے خالی ہے انھیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں، جس طرح یہ خدا کے حضور عموماً ٹانگیں کھول کر کھڑے ہوتے ہیں، اس طرح اس حد تک ٹانگیں کھول کر کسی اے، ایس۔ آئی کے سامنے بھی کھڑے نہیں ہوتے اور کھڑے ہوں تو وہ اسے برداشت نہ کر سکے۔ انجان آدمی انھیں نماز میں کھڑا دیکھے تو شاید تصور بھی نہ کر سکے کہ حضرت نماز میں ہیں۔ اُسے یوں لگے جیسے ورزش ہو رہی ہے یا کوئی مداری کرتب دکھا رہا ہے۔ روزہ نفس کا زور توڑنے کے لئے اکسیر ہے مگر ان کے ہاں نفس ہی تو ہے جس کی پرورش مقصود ہے۔ لہٰذا روزے سے ان کی نفسانیت کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔ کیا آپ کو علم نہیں قرآن پاک کی رو سے روزے کا مقصد ہے۔ لعلّکم تتقون تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔ اور تقوی کا معیار ہی ادب و تعظیم رسول ہے، کیا آپ نے کبھی دیکھا کہ وسیلے کا منکر روزہ رکھ کر حضور رسول اکرم ﷺ کے ادب سے بہرہ ور ہو گیا ہو۔ ہاں ہاں بے ادب کو مودب بنانے میں روزہ بے بس ہے۔ تلاوت کا بھی ان کے ہاں یہی حال ہے۔ حدیث پاک میں تلاوت قرآن پاک کو دل کی سختی کا علاج بتایا گیا

ہے مگر گستاخ و بے ادب کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ دل کا بیمار یعنی گستاخ و منافق اسے پڑھے تو بیماری میں اضافہ ہوتا جاتا ہے

فی قلوبھم مرضٌ فزادھم اللہُ مرضاً (البقرہ۔۱۰) ترجمہ: اُن کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی

تلاوت کے فیوض و برکات تو بہت بعد کی بات ہے، خود قرآن پاک کے ادب سے جو قوم محروم ہے، اس سے اور کس خیر کی توقع رکھی جائے۔ خدا آپ کو حرمین شریفین کی حاضری کا شرف بخشے تو وہاں نجدیوں کا قرآن پاک سے ہولناک سلوک عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے۔ یعنی تلاوت کی اور پھر قرآن پاک کو فرش پہ رکھ دیا، جس ہاتھ میں جوتا پکڑا ہے، اسی میں قرآن پاک رکھا ہے، زمین پر رکھا ہے تو اوپر سے گزر رہے ہیں۔ خود کرسی پر بیٹھے ہیں اور قرآن پاک فرش پر ہے۔ سو جو لوگ ادب سے اس حد تک محروم ہیں، تلاوت سے ان کی صحت پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں قرآن پاک نے فتویٰ دیا۔

صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ فھم لا یرجعون (البقرہ۔۱۸) ترجمہ: بہرے، گونگے، اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں

اولیاء و مقربین تو ایک طرف رہے، انھوں نے رسالت کا وسیلہ بھی سچے دل سے قبول نہیں کیا حالانکہ ایمان کا تحقق ہی واسطہ رسالت سے ہوتا ہے۔ ذرا کھل کر بات کی جائے تو حضور ﷺ کے واسطے سے اور حضور اکرم ﷺ کو برہان و دلیل مان کر اللہ کو واحد و لاشریک مانا جائے تو یہ ہے توحید مقبول۔ اور اگر نبوت کے واسطے کے بغیر ہی خدا کو واحد و لاشریک مانا ہے تو یہ افلاطون و ارسطو والی توحید مردود ہے۔ کلمہ طیبہ میں لا الہ الا اللّٰہ کے بالکل ساتھ ہی بغیر ذرا سی تفریق کے محمد رسول اللہ کا کہنا اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے مگر جو بہرے گونگے اندھے ہیں کیا سمجھیں۔

آپ اگر غور کریں تو وسیلہ پکڑنے سے انسان ایسی صفات سے متصف ہو جاتا ہے یا کم از کم ایسی صفات کا اظہار ہوتا ہے جو اس کے لئے بہت ضروری، بہت مفید اور اس کی کامیابی کی بہت بڑی ضامن ہیں اور ان تمام صفات کی تلافی ہو جاتی ہے جو اس کے لئے نقصان دہ ہیں اور اس کی ایمانی و روحانی ترقی میں رکاوٹ ہیں (پھر یہ بھی مشاہدہ کر لیں کہ ایسی تمام تر مضر صفات ہی سے 'وہابیت' کا خمیر تیار ہوا ہے۔)

مثلاً: کوئی بندہ جب دوسرے شخص کو مقرب سمجھ کر اس کا وسیلہ بارگاہ ربوبیت میں پیش کرتا ہے تو گویا اسے اپنے سے کم از کم اعلیٰ ضرور سمجھتا ہے۔ اپنے آپ کو اس کی نسبت کمتر سمجھتا ہے۔ اب پوچھ لیجئے کسی بھی عقلمند انسان سے کہ خود کو دوسروں سے اعلیٰ سمجھنا بہتر ہے یا دوسروں کو خود سے اعلیٰ ماننا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب   دو اندرز فرمود بروئے آپ
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش   دگر آنکہ برغیر بد بیں مباش

تیرھویں صدی کے مجدد حضرت شیخ غلام علی مجددی دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ دو صفات سارے تصوف کا نچوڑ ہیں۔

دوسرے بندوں کے بارے میں نیکی اور اچھائی کا گمان بجائے خود ایک عبادت ہے کہ حدیث پاک میں ہے کہ حُسنُ الظَّنِ مِن حُسنِ العِبادَۃِ (ابوداؤد) یعنی اچھا گمان اچھی عبادت ہے دوسروں کو اچھا سمجھنا کیا ہے، اُن کے اعمال کو اچھا سمجھنا اور ان کے تقویٰ و طہارت کو مقبول تر سمجھنا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کا اپنی عبادت کو ناقص سمجھنا عجز و نیاز، اور تقاضائے عبودیت ہے اور دوسروں کی عبادات کو بہتر اور مقبول تر سمجھنا حسن ظن ہے اور دونوں صفات سے وہابیوں کو چڑ ہے یہی دونوں توسل کی بنیاد ہیں جو قوم کلمہ پڑھ کر بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو بڑا بھائی بلکہ صرف بھائی کا درجہ دیتی ہے وہ کسی غوث، ابدال، قطب کو کیا خاطر میں لائے گی۔ انھیں اپنی عبادت پر حد درجہ ناز ہوتا ہے اور یہی ناز ان کی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ بدگمانی عام مسلمان کے بارے میں بھی جائز نہیں، یہ بدنصیب اللہ کے پاک اور مقبول و مقرب بندوں کے بارے میں اسی بدگمانی کو روا رکھتے ہیں۔ اس غرور و تکبر اور بدگمانی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے غضب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جوں جوں غضب کا شکار ہوتے جاتے ہیں۔ لعنتوں کے مستحق بنتے جاتے ہیں اور راہ قبول و وصول سے دور تر ہوتے جاتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کو حقیر سمجھنا اللہ کی توہین ہے اور یہ اسی کے مرتکب یا اسی کے وبال میں گرفتار ہیں خود سوچیئے جب اللہ نے اپنی مخلوق کو انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطے سے اپنی طرف بلایا ہے تو کون ہے جو نبی ﷺ سے بے نیاز ہو کر خدا تک پہنچ سکے یا اُسے راضی کر سکے۔ گویا اللہ اپنے بندوں کو اپنے نبی ﷺ کا نیاز مند دیکھنا چاہتا ہے، شیطان ان کو نبی ﷺ کے در سے بے نیاز کرنا چاہتا ہے۔ وہابی بھی اپنے زور عبادت سے اللہ کے نبی ﷺ سے بے نیاز ہو گیا تو بتایئے اس کی عبادت واقعی اللہ کی عبادت ہے یا شیطان کی مکروہ چال۔ اللہ والوں سے روگردانی تباہی کا وہ نسخہ ہے جو شیطان کا مجرب ہے وہ بھی بڑا عابد زاہد تھا، وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوا تو مردود ہو گیا۔ ہزاروں لاکھوں سال کی عبادت جو ضائع ہوئی تو کیوں؟ اللہ کے خلیفہ جناب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کر کے اور تعظیم بجا نہ لا کر۔ مدتوں کے عابد کو تباہ و برباد ہونے اور مردود و ملعون ہونے میں کتنا عرصہ لگا سجدہ نہ کیا ادھر ختم ہو گی

تکبر عزازیل را خوار کرد   بزندان لعنت گرفتار کرد

شیطان کا پہلے تو یہی نام تھا عزازیل یعنی عزت والا بندہ اسے کس چیز نے ذلیل و خوار کیا؟ تکبر نے جو اس نے خلیفہ خدا کے مقابلے میں کیا۔ اور اسی سے وہ لعنت کے قید خانے

میں گرفتار ہوا۔ خلیفہ کی اصل حقیقت کیا تھی۔ یہی نا کہ باقی ساری مخلوق کے لئے واسطہ فیض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب آدم علیہ السلام کو واسطہ فیض ٹھہرا کر اپنے فرشتوں تک کو بتا دیا کہ تمہیں اس کے ذریعے سے ہی فیض ملے گا تم کارخانہ قدرت کے نوکر چاکر اور مزدور و ملازم ہو اور آدم اس کارخانہ قدرت میں اس کے مالک حقیقی کا نائب و نمائندہ۔ مالک حقیقی کے وفادار ہو تو اس کے خلیفے کے وفادار بنو اس سے حلف وفاداری کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی تعظیم کا اقرار کرو اور اقرار کی فی الحال صورت یہ ہے کہ اسے سجدہ کرو۔ سب فرشتے مان گئے اور سب نے اس کی خلافت یعنی اس کے واسطہ فیض ہونے کو تسلیم کیا نیز سجدہ کر کے اپنی عملی وفاداری کا مظاہرہ کر دیا۔ شیطان نے خلیفے کا خلیفہ ماننے واسطہ فیض، تعظیم سے انکار کیا اور سجدے کا منکر ہو کر ملعون ہو گیا۔ مختصر یہ کہ دنیا کا سب سے پہلا اور دنیا کا سب سے بڑا کافر خلیفہ خدا کے وسیلے کا انکار کر کے ہی کافر ہوا۔

اس میں کیا شک ہے کہ اللہ خالق اسباب اور مسبب الاسباب ہے۔ وہ قاضی الحاجات ہونے کے باوجود بندوں کے ذریعے بندوں کی حاجات پوری فرماتا ہے اور اسی بنا پر انھیں دوسروں کی حاجت روائی کی ترغیب دیتا ہے، وہ رازق ہے اور رازق ہونے میں کسی کی امداد کی اُسے ضرورت نہیں پھر بھی آپ دیکھتے ہیں، گھر میں کمانے والا ایک ہوتا ہے، باقی کھانے والے ان کھانے والوں کو رزق کون دے رہا ہے، وہی ایک اللہ مگر ظاہر وسیلہ اور رزق پہنچانے کا ذریعہ اُس نے کسے بنایا جسے وسیلہ و ذریعہ بنایا ہے یہ اللہ کے بنانے سے ہے، اللہ کا شریک نہیں کبھی ایک کماتا ہے اور ایک خاندان اس کی کمائی پر کتنے خاندان پلتے ہیں اُس کی توحید میں فرق تو کیا پڑتا اس وسیلے سے اُس کی شان رزاقی اور نکھری اب اگر وہ کسی کو عام لوگوں کے رزق کا سبب بنا دے اُس کی دعا سے خوش حالی یا بارش عطا کرے تو کیا توحید مجروح ہو جائے گی، معاذ اللہ۔

مسائل اعتکاف

آصف الرحمن آصف

1) **نیت!** رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے معتکفین کو چاہیے کہ بہ نیت اعتکاف مسجد میں داخل ہو جائیں۔ تاکہ غروب آفتاب کے وقت مسجد میں موجود ہوں۔ اگر غروب آفتاب کے بعد تاخیر سے مسجد میں داخل ہوں گے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی سنت ادا نہ ہوگی۔

لیکن غروب آفتاب سے پہلے پہلے اگر آپ مسجد میں بہ نیت اعتکاف داخل ہو گئے لیکن بعد میں کسی طبعی حاجت کیلئے مسجد سے باہر نکل آئے مثلاً استنجا خانے چلے گئے اور بیسویں کا سورج غروب ہو گیا تو اس سے اعتکاف پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

2) **شرائط اعتکاف!** اعتکاف کرنے والے کے لئے مسلمان ہونا۔ عاقل ہونا، جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے واجب اور سنت اعتکاف میں روزہ شرط ہے جبکہ نفلی اعتکاف میں روزہ شرط نہیں۔ بلوغت اعتکاف کیلئے شرط نہیں بلکہ جو نابالغ اچھے برے کی تمیز کا شعور رکھتا ہو اعتکاف کر سکتا ہے۔

3) **اعتکاف کے لئے ضروری اشیاء!** درج ذیل اشیاء کی معتکف کو ضرورت ہو سکتی ہے۔

یکسوئی اور حفاظت سامان کیلئے پردہ لگانے کا کپڑا' ڈوری اور پنیں۔ سوئی دھاگہ' مسواک' سرمہ' تیل کی شیشی' کنگھا' آئینہ' عطر دو جوڑے کپڑے' تہبند' عمامہ شریف بمعہ ٹوپی' گلاس' پیالہ' کپ' تھرماس' دسترخوان' دانتوں کے خلال کیلئے تنکے' صابن' تولیہ (غسل احتلام کیلئے احتیاطاً) بالٹی اور ڈونگا' رومال، چھری' قلم' قرآن پاک' اسلامی کتابیں' ڈائری' بچھونے کیلئے چٹائی، ضرورت ہو تو تکیہ' اوڑھنے کیلئے چادر یا کمبل' پیٹ درد' سر درد' بخار' نزلہ وغیرہ کے لئے چند عام ادویات وغیرہ۔

4) معتکف ایک لمحے کیلئے بھی شرعی اجازت کے بغیر حدود مسجد سے باہر چلا جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے' اکثر بزرگوں اور بھائیوں کو حدود مسجد کے مطلب کا پتہ ہی نہیں ہوتا اور وہ اس وجہ سے ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اور ان کو علم ہی نہیں ہوتا اس لئے اعتکاف کی سعادت حاصل کرنے سے قبل مسجد کی ٹھیک ٹھیک حدود معلوم کر لیں اور بہتر تو یہ ہے کہ بیسویں روزے کو جب معتکفین مسجد میں جمع ہو جائیں تو مسجد انتظامیہ انہیں بتا دے کہ مسجد کی حدود کہاں سے کہاں تک ہیں' حدود مسجد کے متعلق یہاں وضاحت سے بیان کیا جاتا ہے تاکہ بات سمجھ میں آسکے۔

☆ استنجا خانے، وضو خانے' نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ امام اور موذن اور خادم مسجد کے حجرے خارج مسجد ہوتے ہیں۔ اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر ایک لمحہ کے لئے بھی چلا گیا تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ جن مسجدوں میں وضو خانے اصل مسجد کے بالکل ساتھ ملے ہوتے ہیں وہاں عموماً معتکف وضو خانوں کو بھی مسجد کا حصہ سمجھتے ہیں اور اعتکاف کی حالت میں بے دھڑک وہاں

آتے جاتے رہتے ہیں جس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

☆ مسجد میں داخل ہونے سے پہلے جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں وہ جگہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے یہاں بھی معتکف نہیں جا سکتا۔

☆ مسجد کے زینے جن پر چڑھ کر لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں وہ بھی عموماً مسجد سے خارج ہوتے ہیں اس لئے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں بھی جائز نہیں ہے۔

☆ بعض مسجدوں کے صحن میں حوض بنا ہوتا ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہے۔

☆ بعض مسجدوں میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ ہی بچوں کو قرآن پڑھانے کے لئے جگہ یا مدرسہ بنایا جاتا ہے اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دے دیا ہو اس وقت تک معتکف کے لئے اس میں جانا جائز نہیں۔

☆ بعض مساجد میں مسجد کی دریاں صفیں اور چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کے لئے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے اس جگہ کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے نے اسے مسجد قرار نہ دیا ہو یہ جگہ مسجد نہیں اور معتکف اس میں نہیں جا سکتا۔

☆ مسجد کے مینار پر اذان دینے کے لئے اگر معتکف مسجد کی حدود سے باہر جا کر مینار پر جائے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

☆ معتکف کسی حصے کو مسجد سمجھ کر اس میں چلا گیا حالانکہ وہ حصہ مسجد میں شامل نہیں تو اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

☆ مسجد کے محراب میں جانا بھی درست نہیں کیونکہ وہ بھی مسجد کی حدود سے خارج ہوتا ہے۔

☆ مسجد کے ساتھ ملحق کوئی مزار ہو تو مسجد ہی میں رہ کر فاتحہ خوانی کر سکتے ہیں احاطہ مزار میں داخل نہیں ہو سکتے۔

☆ عین جماعت کے وقت استنجا خانے پر گئے اور واپسی پر مسجد مکمل بھر چکی تو باہر کھڑے نہ ہوں اندرون مسجد کہیں بھی قدم جما کر کھڑے ہو جائیں یا بیٹھ جائیں۔

اب آپ کو احساس ہو گیا ہو گا کہ اعتکاف کے لئے حدود مسجد کا معلوم کرنا کس قدر ضروری ہے۔

5) **احترام مسجد** ! مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے مسجد میں بلا ضرورت دنیاوی بات چیت معتکف کو بھی اجازت نہیں

☆ حضور تاجدار انبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مساجد میں دنیاوی باتیں ہوں گی تم ان کے ساتھ مت بیٹھو کہ ان کو اللہ (عزوجل) سے کچھ کام نہیں (بیہقی)

☆ سرکار مدینہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے" مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح چوپایہ گھاس کو کھا جاتا ہے۔" (فتاویٰ رضوی)

☆ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا لاتا ہے۔

☆ مسجد میں کچی پیاز لہسن مولی کھا کہ منہ میں بدبو ختم ہونے سے پہلے چلے جانا کسی کی بدبودار چیز لے جانا یا بدبودار لباس پہن کر جانا سب ناجائز ہے کیونکہ بدبودار چیزوں سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

☆ مسجد کی دیوار فرش یا دری کے اوپر یا نیچے ناک یا کان میں سے میل نکال کر لگانا منع ہے۔

☆ مسجد میں ہوا خارج کرنا منع ہے لیکن معتکف اس کیلئے مسجد سے باہر نہیں جا سکتا۔ اس لئے معتکف کو چاہیے کہ پیٹ کو درست رکھے یا بار بار حاجت نہ ہو۔

☆ مسجد کی دری یا چٹائی سے دھاگہ یا تنکا وغیرہ توڑنا بھی منع ہے۔

☆ مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا منع ہے۔

☆ وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑنا بھی ناجائز ہے۔

☆ مسجد میں چھینک کھانسی یا ڈکار آئے تو کوشش کریں کہ آواز آہستہ نکلے مسجد ہو یا باہر جمائی میں آواز نہیں نکالنی چاہیے' جمائی شیطان کا قہقہہ ہے جمائی میں منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔ اگر جمائی نہ رکے تو بایاں ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر رکھ لیں جمائی آئے تو یہ تصور کریں کہ انبیاء علیہ السلام کو جمائی نہیں آتی انشاء اللہ فوراً رک جائے گی۔

☆ مسخرہ پن (تمسخر) تو ویسے بھی منع ہے اور مسجد میں تو سخت ناجائز ہے۔

6) مسجد سے باہر نکلنے کی صورتیں ! معتکف ان امور کے لئے مسجد سے نکل سکتا ہے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ مثلاً شرعی ضرورت اور طبعی ضرورت۔ ان کے علاوہ وہ کسی اور کام کیلئے مسجد سے باہر نہیں نکل سکتا۔

i) شرعی ضرورت ! مثلاً وضو غسل جنابت نماز جمعۃ المبارک اور اذان وغیرہ موذن اگر معتکف ہو تو اذان دینے کیلئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔

ii) طبعی ضرورت ! پیشاب پاخانہ اور اگر کوئی کھانا لانے والا نہ ہو تو کھانے پینے کی اشیاء باہر سے لانا اور مسجد گرنے کی صورت میں دوسری مسجد میں منتقل ہونا جائز ہے۔

وہ امور جن کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں اور وہ امور جن کے لئے مسجد سے باہر جانا درست ہے رسول اکرم ﷺ کی اس روایت سے اخذ کئے گئے ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اعتکاف کرنے والے کے لئے اعتکاف کے معاملے میں سنت یہ ہے کہ وہ نہ مریض کی عیادت کے لئے جائے اور نہ جنازے میں جائے اور نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس کے جسم کے ساتھ جسم مس کرے نہ کسی حاجت کے لئے مسجد سے باہر نکلے بجز اس حاجت کے جس کے لئے مسجد سے باہر نکلنے کے سوا چارہ نہ ہو مسجد اور روزے کے بغیر کوئی اعتکاف نہیں ہے (ابوداؤد)

اب رفع حاجت، وضو، غسل، نماز جمعہ اور دوسری مسجد میں منتقل ہونے کی وضاحت۔

i) رفع حاجت! مسجد سے باہر جانے کی صورت میں ایک ضرورت رفع حاجت ہے۔ معتکف مسجد کے ساتھ رفع حاجت کی جگہ تک جاسکتا ہے۔ اگر مسجد کے ساتھ کوئی رفع حاجت کا انتظام نہ ہو یا رفع حاجت کی جگہ اتنی گندی ہو کہ وہاں کپڑوں کے ناپاک ہونے کا احتمال ہو تو اس صورت میں مسجد کے باہر کسی اور جگہ رفع حاجت کے لئے جاسکتا ہے جہاں جسم اور کپڑے پاک رہتے ہوں اگر کسی معتکف کے دو گھر ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ قریب والے مکان میں جاکر قضائے حاجت کرے اور دور والے گھر میں نہ جائے نزدیکی مکان میں رفع حاجت کی سہولت ہونے کے باوجود دور والے مکان میں جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔ اگر کوئی گاؤں کی مسجد میں اعتکاف کر رہا ہے تو وہ رفع حاجت کے لئے کھیتوں میں جاسکتا ہے اگر بیت الخلا میں رش ہو تو معتکف کو ممکن ہو تو مسجد میں آکر انتظار کرے انتظار میں ٹھہرنا بھی جائز ہے لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ٹھہرنا جائز نہیں اگر جان بوجھ کر ٹھہر جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا لیکن پیشاب کرنے کے بعد جس کو یہ احتمال ہو کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا ہے یا پھر آئے گا اس کے لئے استبراء (یعنی پیشاب کرنے کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر کوئی قطرہ رکا ہوا ہو تو گر جائے) واجب ہے۔

قضائے حاجت کو جاتے وقت کسی شخص کے ٹھہرانے سے نہ ٹھہرنا بلکہ چلتے چلتے اسے بتا دینا چاہیے کہ میں اعتکاف میں ہوں اس کے لئے ٹھہر نہیں سکتا اگر کسی کو ٹھہرانے سے ٹھہر گیا اور باتیں کرنے لگا یا حال پوچھنے لگا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا جب کوئی شخص قضائے حاجت کیلئے اپنے گھر گیا ہو تو قضائے حاجت کے بعد وہاں وضو کرنا جائز ہے۔

ii) وضو! وضو کے لئے مسجد سے باہر وضو خانے یا کسی اور جگہ جانا جائز ہے۔ لیکن وضو کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی باہر ٹھہرنا جائز نہیں اور نہ راستے میں رکنا جائز ہے وضو علی وضو (یعنی وضو پر وضو) کے لئے وضو خانہ پر جانے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا وضو خانہ پر دوران وضو صابن منجن اور ٹوتھ پیسٹ استعمال نہیں کر سکتے۔ وضو کیلئے مسواک کرلیں۔ وضو خانے پر جانے سے پہلے آستین بھی چڑھالیں۔ گھڑی اتارلیں وضو کے بعد وضو خانے ہی پر کھڑے ہو کر کلمہ شہادت دعائیں پڑھنا اور کنگھا وغیرہ کرنا شروع نہ کردیں بلکہ مسجد کے اندر آجائیں وضو کرتے ہوئے کوئی چیز مثلاً رومال وغیرہ گر جائے تو ہاتھ بڑھا کر اٹھا سکتے ہیں دھونے میں وقت صرف نہ کریں کھانا کھانے سے قبل اور بعد ہاتھ دھونا کلی کرنا اگرچہ سنت مبارکہ ہے مگر ان کاموں کے لئے وضو خانے پر نہیں جاسکتے وضو خانہ پر برتن یا کپڑے دھونے کے لئے ہرگز نہ جائیں اگر کپڑے نجس ہو گئے اور دوسرے کپڑے موجود نہیں کوئی مدد کرنے والا بھی نہ ہو تو بامر مجبوری صرف ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کیلئے وضو خانہ پر جاسکتے ہیں میلے کپڑے دھونے کیلئے نہیں جاسکتے' وضو ٹوٹنے کا صرف شک ہو تو وضو خانے پر وضو کیلئے جاسکتے ہیں صرف شبہ سے وضو نہیں جاتا لیکن وضو ٹوٹنے کا گمان غالب ہو جائے تو جاسکتے ہیں مسجد کے وضو خانے پر پانی ختم ہو جائے تو کسی غیر معتکف سے پانی منگوالیں یا کسی قریب ترین جگہ پر وضو کرنے کی کوشش کریں۔

iii) غسل! اعتکاف میں شوقیہ غسل کی اجازت نہیں یعنی جب دل چاہا نہا لیا اعتکاف میں جائز نہیں۔ خصوصاً گرمیوں میں لوگ دن میں دو تین مرتبہ گرمی کی شدت دور کرنے کیلئے نہاتے ہیں۔ اعتکاف میں اس طرح کا عام غسل جائز نہیں ہے۔ معتکف کو احتلام ہونے کی صورت میں غسل کرنا ضروری ہے اور غسل کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے مگر یاد رہے کہ احتلام ہونے سے اعتکاف میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سردیوں کے موسم میں اگر احتلام ہو جائے اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے میں تکلیف یا کوئی اور مرض ہونے کا خطرہ ہو تو معتکف تیمم کرکے مسجد میں رہے اور اپنے گھر اطلاع کردے تاکہ پانی گرم ہو جائے اور مسجد کے غسل خانے یا گھر پر جاکر غسل کرے اس کے علاوہ اگر قرب وجوار میں گرم حمام ہو تو وہاں جاکر غسل کرسکتا ہے لیکن جس جگہ بھی غسل کرنے کے لئے جائے وہاں غسل کرکے فوراً واپس آجائے۔

iv) نماز جمعۃ المبارک! بہتر ہے کہ اعتکاف جامع مسجد میں کیا جائے جہاں نماز جمعہ ہوتی ہو تاکہ نماز جمعہ کے لئے باہر نہ جانا پڑے۔ معتکف اگر ایسی مسجد میں اعتکاف میں بیٹھا ہو جہاں نماز جمعۃ المبارک نہیں ہوتی تو قریبی جامع مسجد میں جاکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ وہاں بھی بہت زیادہ پہلے جانے کی اجازت نہیں صرف جمعہ کی اذان اور خطبہ سے صرف اتنا پہلے جائے کہ چھ یا چار رکعت ادا کرسکے۔ نماز جمعہ کے فرض پڑھنے کے بعد معتکف سنتیں وہاں پڑھ سکتا ہے مگر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا اچھا نہیں۔ اگر کوئی شخص جامعہ مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا اور باقی ماندہ اعتکاف اسی مسجد میں پورا کرنے کے لئے وہیں ٹھہر گیا تو اس طرح اعتکاف تو ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

ایک مسجد سے دوسری مسجد میں منتقل ہونا! ہر معتکف کے لئے ضروری ہے کہ اس نے جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا اسی میں پورا کرے لیکن کوئی ایسی شدید مجبوری پیش آجائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے مثلاً وہ مسجد منہدم ہو جائے یا کوئی شخص زبردستی وہاں سے نکال دے یا وہاں رہنے میں جان و مال کا کوئی قوی خطرہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے اور اس غرض کے لئے باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں کہیں نہ ٹھہرے بلکہ سیدھا دوسری مسجد میں چلا جائے۔

درس قرآن

جمالِ محبت

[illegible] ایم اے

ارشاد خداوندی

اے محبوب فرما دیجیے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے اور وہ کاروبار جس کے مندے کا تمہیں خوف رہتا ہے اور تمہارے پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا امر لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت عطا نہیں فرماتا" (سورۃ التوبہ آیت ۲۴)

﴿اشارات﴾

☆ انسان زندگی میں اپنے رشتوں ناتوں، تجارتوں، وطنوں اور مکانوں سے محبت کرتا ہے، یہ محبت اس کا فطری تقاضا ہے، جبلی داعیہ ہے، مگر ایمان کہتا ہے کہ یہ سب محبتیں بعد میں اللہ اور اس کے حبیب کی محبت پہلے۔

☆ جہاد فی سبیل اللہ کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر جان و مال قربان کر دینا اگر کسی کے دل میں یہ جذبہ کارفرما نہیں تو وہ شانِ مسلمانی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔

☆ اس آیت کی روشنی میں حضور پرنور ﷺ کے صحابہ کرام اور آلِ اطہار کی حیات بابرکت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ لوگ ایمان کے کن مدارج پر عالیہ پر فائز تھے کسی نے باپ قربان کر دیا، کسی نے بیٹا نچھاور کر دیا، کسی نے بیوی نثار کر دی، کسی نے خاندان ندا کر دیا۔

محمد ﷺ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا

پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

☆ دنیا کے تمام رشتے اس وقت تک قابل التفات ہیں جب تک وہ رشتہ ایمان کے تابع ہیں اگر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تعلق سے متصادم ہوتے ہیں تو ان تمام رشتوں کو ٹھکرا کر ایمان کی لاج رکھنی چاہیے، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے "تو ہرگز اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والوں کو نہیں پائے گا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت کریں اگرچہ (ان دشمنوں میں) ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا، اور ان کی روح قدس کے ذریعے امداد فرمائی اور انہیں جنت عطا فرمائی جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ قیام کریں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہی اللہ کی جماعت ہے اور خبردار اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے"

☆ انتظار کرو اللہ اپنا امر لے آئے، امر سے مراد عذاب ہے، معلوم ہوا جو دل عشق خدا اور حب مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہے وہ عذاب کا سزاوار ہے اور جذبہ محبت عذاب کو روکتا ہے۔

☆ جو دل جذبہ محبت سے تہی ہے وہ فسق و فجور کا مرکز تو ہو سکتا ہے ایمان کا مرکز نہیں ہو سکتا۔

☆ جس کے پاس محبت نہیں اس کے پاس ہدایت نہیں جیسا کہ فرمایا اور اللہ فاسقوں کو ہدایت عطا نہیں فرماتا۔

☆ یہ جذبہ محبت ہے جس کے دم سے گمراہوں نے منزل حاصل کی، بیماروں نے شفا پائی، دشمن دوست بن گئے، دنیا کے امتیازات کے بت ٹوٹ گئے اور لوگ آپس میں شیر و شکر ہو گئے۔ اللہ کریم نے فرمایا ہے۔

"اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے، تم آگ کے کنارے پر تھے اس نے تمہیں اس سے بچا لیا"

محبت کے کچھ تقاضے بھی ہوتے ہیں جن کو پورا کرنے سے آدمی کو معراج محبت نصیب ہوتی ہے مثلاً محب صادق کو چاہیے کہ۔

☆ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے۔ ☆ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی رکھے۔

☆ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دوستوں سے پیار کرے۔ ☆ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے بیزار رہے۔

☆ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرے کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ اللہ کے بندوں اور اس کے رسول ﷺ کے امتیوں کی خدمت میں مصروف رہے ان کو دھوکہ دینا ان سے حسد کرنا ان کو تکلیف پہنچانا محبت کی موت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیہ کرام اس خدمت خلق کو اپنی زندگی کا اہم مقصد تصور کرتے ہیں اور کامیاب ہیں

☆ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو عام کرے۔

☆ جس کو اپنائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وجہ سے اور جس کو چھوڑے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وجہ سے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے تمام عملوں سے افضل عمل اللہ کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کے لئے کسی سے عداوت رکھنا ہے اور حدیث پاک میں ہے جس نے اللہ کے لئے کسی سے محبت کی اور اللہ کی لئے عداوت رکھی اللہ کے لئے کسی کو کچھ دیا اور اللہ کے لئے کسی کو کچھ نہ دیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

☆ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہر عیب سے پاک ہے ان میں کوئی عیب تلاش نہ کرے ورنہ کفر کی موت مرے گا۔

☆ اللہ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور رسول ﷺ کی محبت اللہ کی محبت کی علامت ہے جیسا کہ ایک حدیث شریف کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے اور فرمایا کہ جس کے پاس محبت نہیں اس کے پاس ایمان نہیں۔

☆ محبت کے لاتعداد انعام ہیں سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ بندہ اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا ان کے ساتھ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب

☆ محبت پر ایمان کے درجات کا دارومدار ہے جس کے دل میں محبت زیادہ ہے اس کا درجہ بھی زیادہ اونچا ہے اور اس کا عمل بھی زیادہ بہتر ہے یہ بھی حدیث پاک کا مفہوم ہے۔

☆ محبت میں مرنے والا شہادت کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔

☆ محبت والا نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور ولیوں کی صف میں شامل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی آیت میں واضح طور پر لکھا گیا ہے۔

☆ محبت والوں کو عجز و انکساری کی دولت نصیب ہوتی ہے جو ان کے درجات کو بلند کر دیتی ہے۔

☆ محبت سے جذبہ عشق پیدا ہوتا ہے۔

☆ محبت کیا ہے؟ جمال ہی جمال وصال ہی وصال ہے۔

☆ محبت دین و دنیا میں مقصدیت پیدا کرتی ہے۔ اس روح کے بغیر عبادت بھی مردہ ہے، عقل بھی بے نور ہے نظر بھی بے حضور ہے دل بھی بے سرور ہے۔

بقول اقبال

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات

نصائح سعدی

اپنا راز دوست سے بھی نہ کہو خواہ دوست مخلص ہو۔ کیا خبر کہ ایک دن وہ دشمن بن جائے اسی طرح ہر وہ تکلیف جو تم دشمن کو پہنچا سکتے ہو نہ پہنچاؤ۔ شائد یہی دشمن ایک دن تمہارا دوست بن جائے۔

اگر کسی چوپائے پر چند کتابیں لدی ہوں تو اس سے وہ نہ تو محقق ہو جاتا ہے اور نہ ہی دانشمند

ناداں کے لئے خاموشی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر وہ یہ بات جان لیتا تو ناداں نہ رہتا۔

جو شخص اپنے سے بڑے عالم سے اس لئے بحث کرے کہ لوگ اس کو عالم سمجھیں تو وہ سمجھ لیں گے وہ جاہل ہے۔

مشک وہ ہے جو اپنی خوشبو سے اپنا پتہ خود دے نہ کہ عطار بتائے کہ یہ مشک ہے۔

استاد کی سختی باپ کے پیار سے بہتر ہے

جس نے علم حاصل کیا اور عمل نہ کیا وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے ہل چلایا اور بیج نہ بکھیرا

شیر کے پنجہ آزمائی کرنا اور تلوار پر مکا مارنا عقلمندوں کا کام نہیں

درسِ حدیث
کمالِ اطاعت

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

ارشادِ مصطفوی ہے۔

☆ ''میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا (وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا) صحابہ نے عرض کی انکار کون کریگا فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا''۔ (بخاری شریف)

☆ ''جو میری سنت کا باغی ہے وہ مجھ سے نہیں''۔ (بخاری شریف)

☆ ''کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ میری لائی ہوئی''۔ (شریعت) پر عمل نہ کرے'' (بخاری شریف)

☆ میری مثال اور اس کی مثال جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا اس شخص جیسی ہے جو اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا اے قوم میں نے اپنی آنکھوں سے ایک فوج دیکھی ہے میں تمہیں ڈرانے والا ہوں لہذا اپنے آپ کو بچاؤ' ایک جماعت نے بات مانی اور پناہ گاہ میں جا چھپی' دوسری جماعت نے بات نہ مانی صبح لشکر نے حملہ آور ہوکر ان کو ملیامیٹ کردیا' پس یہ مثال ہے اس کی جس نے میری اطاعت کی اور اس کی پیروی کی جو میں لے کر آیا' اور وہ اس شخص کی مثال جس نے مجھے جھٹلایا اور نافرمانی کی راہ اختیار کی' (بخاری شریف)

﴿اشارات﴾

☆ ان ارشادات نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور پرنور شافع یوم نشور ﷺ کی اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے۔

☆ اطاعت کے بغیر محبت کا دعویٰ فضول ہے۔ کیونکہ یہ دعویٰ بغیر دلیل ہے اس کی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی

☆ جنت کا راستہ حضور ﷺ کی اتباع پر موقوف ہے اس لئے فرمایا اگر موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بھی آجائیں تو اب ان کی نجات بھی میری اطاعت میں پوشیدہ ہوگی ۔ جب انبیاء کا یہ عالم ہے تو عام لوگوں کا ذکر ہی کیا۔ یعنی ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ ﷺ کی۔

☆ حضور پرنور شافع یوم نشور کے منکر جنت میں نہیں جائیں گے' جنت ان کے غلاموں کی جاگیر ہے یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ ﷺ کی۔

☆ سنت سے بغاوت کرنے والا امت محمدیہ سے خارج ہے اس کے برعکس سنت کو زندہ کرنے والا سو شہیدوں کے ثواب سے بہرہ مند ہوگا جیسا کہ حدیث شریف کا مضمون ہے۔

☆ جیسے حضور ﷺ کی محبت ایمان کی نشانی ہے ویسے حضور ﷺ کی اطاعت بھی ایمان کی نشانی ہے۔

☆ حضور ﷺ کی اطاعت ہی کامیابی کا وسیلہ ہے' اس لئے قرآن پاک نے فرمایا جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو بے شک وہی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا ۔ اور فرمایا جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

☆ حضور ﷺ سے بغاوت ہی ناکامی کا ذریعہ ہے' اس لئے قرآن پاک نے فرمایا جس نے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے بغاوت کی تو بے شک وہی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
دربدر یونہی خوار پھرتے ہیں

☆ حدیث بخاری میں ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ لوگوں کے درمیان فرق ہیں' جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی' جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ معلوم ہوا کہ ایمان کی پہچان حضور کا تعلق ہے توحید کو تو دنیا کی بہت سی قوموں نے تسلیم کیا مگر ناکام ہیں۔ ان کے پاس رسالت کا عقیدہ ہوگا تو توحید کام آئے گی' شیطان آج بھی لا الہ الا اللہ کہنے کے لئے تیار ہے۔ نبی کے انکار نے اسے ہمیشہ کا جہنمی بنا دیا منافقین اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے لیکن حضور ﷺ کے گستاخ رہے قرآن پاک میں ہے جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ کے پاس تو اپنے سر پھیرتے ہیں اور ایک مقام پر فرمایا یہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں حضور ﷺ سے دوری اللہ سے دوری کا ذریعہ بن گئی ان سے قربت اللہ سے قربت کا پیش خیمہ ہوگئی' گویا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے زندگی کے ہر پہلو میں حضور پرنور ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔
''واللہ! میں ان سے لڑتا رہوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں گے، واللہ اگر انہوں نے جانور باندھنے کی رسی دینے سے بھی انکار کیا جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو اس انکار پر میں ان سے ضرور لڑوں گا'' (بخاری شریف)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ''اے حجر اسود میں تجھے کبھی نہ چومتا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو چومتے نہ دیکھا ہوتا (بخاری شریف)۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی طرح وضو کیا اور مسکرانے لگے، پوچھنے پر فرمایا میں نے اس مقام پر حضور ﷺ کو وضو کرنے کے بعد مسکراتے دیکھا ہے۔

☆ حضور ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تو لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوالیں، پھر حضور ﷺ نے اسے پھینک کر فرمایا میں اسے کبھی نہ پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی سب انگوٹھیاں پھینک دیں (بخاری شریف)

☆ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ عاشق صادق وہ ہے جو متابعت پیغمبر میں راسخ ہے "قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله" میں اسی حقیقت کا اظہار ہو رہا ہے۔ (مکتوب ۹۹ جلد ۱) گویا محبت و اطاعت لازم و ملزوم ہے۔ (بقول اقبال)

علم حق غیر از شریعت ہیچ نیست
اصل سنت جز محبت ہیچ نیست
از شریعت احسن تقویم شو
وارث ایمان ابراہیم شو

☆ اکثر صوفیہ خام اور پیران تسمہ پا اپنے آپ کو اطاعت نبوی اور شریعت محمدی سے آزاد سمجھتے ہیں اور سنت مصطفی ﷺ سے جدا ہو کر طریقت و معرفت کے حصول کے دعویدار ہیں اور کشف و کرامت کے ٹھیکیدار ہیں۔ یاد رکھو! خوب یاد رکھو، حضور ﷺ کی اطاعت و شریعت کے بغیر کوئی طریقت و معرفت نہیں کوئی کشف کرامت نہیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا فرمان ہے کفش بر سر کشف ایسے جھوٹے کشف کے سر پر کفش یعنی جوتا، آج کل مکر و استدراج کی دنیا آباد ہے سادہ دل لوگوں کو گورکھ دھندوں میں الجھایا جا رہا ہے، سچے رہبر کی نشانی صرف اور صرف اطاعت نبوی ہے، کوئی جتنا متبع شریعت ہے اتنا زیادہ با کمال ہے اتنا ہی بڑا عاشق رسول ﷺ ہے۔

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

حضرات گرامی! آج یہودی، عیسائی، سکھ، بدھ مت سب لوگ اپنے لیڈروں اپنے محبوبوں کے طرز عمل پر چل رہے ہیں، وہ لوگ ہر میدان میں اپنی تہذیب کو فروغ دیتے ہیں، اہل فرانس نے ہم مذہب ہونے کے باوجود اہل برطانیہ کی زبان کا بائیکاٹ کر دیا کیوں ان کی اپنی زبان ہے، اپنا تمدن ہے، وہ کسی اور کے نقش قدم پر چلنا اپنی قومی غیرت کے خلاف سمجھتے ہیں، آخر مسلمان کو کیا ہو گیا ہے کہ کائنات کے سردار اطاعت سے جان چھڑانا چاہتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ زبان، لباس، صورت، سیرت، ہر انداز میں حضور پرنور کے غلام بن جائیں۔

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زیں سبب با یک دگر پیوستہ ایم

بیوی کی تلاش

ایک عرب نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ چھ قسم کی عورتوں سے شادی نہ کرنا
(۱) انانہ (۲) منانہ (۳) حنانہ (۴) حداقہ (۵) براقہ (۶) شداقہ (۱) انانہ: یعنی وہ عورت جو ہر وقت سر پر پٹی باندھے رہے، درد اور شکوہ و شکایت ہی اس کا معمول ہو۔
(۲) منانہ: جو عورت ہر وقت مرد پر احسان ہی جتاتی رہے کہ میں نے تیرے ساتھ یہ احسان کیا اور تجھ سے مجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔
(۳) حنانہ: یعنی وہ عورت جو ہر وقت اپنے سابقہ خاوند ہی کو یاد کرتی رہے اور کہے کہ وہ بڑا اچھا تھا لیکن تیرے اندر کوئی خوبی نہیں۔
(۴) حداقہ: وہ عورت جو خاوند سے ہر وقت فرمائش ہی کرتی رہے۔ جو چیز دیکھے خاوند سے کہے یہ لا دو گے تو بچوں گی۔
(۵) براقہ: وہ عورت جو ہر وقت اپنی چمک دمک بنانے میں لگی رہے: (۶) شداقہ: تیز زبان جو ہر وقت باتیں کرنے میں ہی لگی رہے:

ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

شب قدر! شب قدر کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس کے متعلق قرآن پاک میں پوری سورت نازل ہوئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ ''بے شک ہم نے اسے (قرآن) کو شب قدر میں اتارا۔ اور تم نے کیا جانا ہے شب قدر شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر (ہے) اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔'' (سورۃ القدر کنزالایمان)

> ایک رات ایسی بھی ہے [illegible] ہزار کا ثمن
> [illegible] شب قدر تمام زمانوں
> سے افضل ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ جتنی مدت کا تصور
> کر سکتے ہو شب قدر اس سے بھی افضل اور بہتر ہے۔

اس سورت سے معلوم ہوا کہ شب قدر ایسی بابرکت اور عظمت اور بزرگی والی رات ہے۔

۱۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے

۲۔ اسی رات میں قرآن حکیم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا۔

۳۔ اسی رات میں فرشتے اور جبرئیل علیہ السلام زمین پر اترتے ہیں۔

۴۔ اسی رات میں صبح طلوع ہونے تک خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے

شب قدر ملنے کا سبب! امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جب پہلی امتوں کے لوگوں کی عمروں پر توجہ فرمائی تو آپ کو اپنی امت کے لوگوں کی عمریں کم معلوم ہوئیں۔ آپ نے یہ خیال فرمایا کہ جب گزشتہ لوگوں کے مقابلے میں ان کی عمریں کم ہیں تو ان کی نیکیاں بھی کم رہیں گی اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (موطا امام مالک)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک نیک شخص کا ذکر فرمایا جس نے ایک ہزار ماہ تک راہ خدا میں ایک جہاد کے لیے ہتھیار اٹھائے رکھے۔ صحابہ کرام کو اس پر تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور ایک رات یعنی شب قدر کی عبادت کو اس مجاہد کی ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر قرار دیا (سنن الکبریٰ للبیہقی ۳۰۶ تفسیر ابن جریر)

لیلۃ القدر کی وجہ تسمیہ! اس مقدس اور مبارک رات کا نام لیلۃ القدر رکھے جانے کی چند حکمتیں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ قدر کے ایک معنی مرتبے کے ہیں اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس رات کی عظمت و بزرگی اور اعلیٰ مرتبے کی وجہ سے اس کا نام لیلۃ القدر یعنی اعلیٰ مرتبے والی رات رکھا گیا۔ اس رات میں عبادت کا مرتبہ بھی بہت اعلیٰ ہے جو کوئی اس رات میں عبادت کرتا ہے وہ بارگاہ الٰہی میں قدر و منزلت والا ہو جاتا ہے اور اس رات کی عبادت کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے ایک اور حکمت لیلۃ القدر کی یہ ہے کہ اس رات میں عظمت اور بلند مرتبہ والی کتاب نازل ہوئی ہے کتاب اور وحی لے کر آنے والے فرشتے جبرئیل علیہ السلام بھی بلند مرتبے والے ہیں اور یہ عظیم الشان کتاب قرآن حکیم جس محبوب رسول ﷺ پر نازل ہوئی وہ بھی بڑی عظمت اور مرتبے والے ہیں سورۃ القدر میں اس لفظ ''قدر'' کے تین مرتبہ آنے میں شائد یہی حکمت ہے۔

۲۔ ''قدر'' کے ایک معنی تقدیر کے بھی ہیں اور چونکہ اس رات میں بندوں کی تقدیر کا وہ حصہ جو اس رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہوتا ہے۔ وہ متعلقہ فرشتوں کو سونپ دیا جاتا ہے۔ اس لئے بھی اس رات کو شب قدر کہتے ہیں۔

نزول قرآن! اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی بڑی وجہ فضیلت یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ نزول قرآن کی رات ہے سورۃ الدخان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ قرآن کریم کو مبارک رات میں نازل کیا۔ اس مبارک رات سے بعض مفسرین کرام نے شب برات مراد لی ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ قرآن کریم تیئس برس کی مدت میں بتدریج نازل ہوا نیز اس کا نزول ربیع الاول میں شروع ہوا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اقوال میں خوب تطبیق کی ہے وہ فرماتے ہیں شب قدر میں قرآن کریم لوح محفوظ سے یکبارگی آسمان دنیا پر بیت العزت میں نازل ہوا جب کہ اس کے نزول کا اندازہ اور لوح محفوظ کے نگہبانوں کو اس کا نسخہ نقل کر کے آسمان دنیا پر پہنچانے کا حکم اسی سال کی شب برات میں ہوا۔ گویا قرآن حکیم کا نزول حقیقی رمضان میں شب قدر کو ہوا اور نزول تقدیری اس سے پہلے شب برات میں ہوا۔ اور سینہ مصطفیٰ ﷺ پر نزول قرآن کا آغاز ربیع الاول میں پیر کے دن ہوا اور تیئس سال میں مکمل ہوا (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۲۳۸)

ہزار مہینوں سے بہتر! شب قدر کی دوسری وجہ فضیلت یہ ہے کہ اس رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ شب قدر کو ہزار مہینوں سے بہتر فرمایا گیا مگر یہ نہیں بتایا کہ ہزار ماہ سے کتنے درجہ زائد بہتر ہے دس درجہ سو درجہ ہزار درجہ یا اس سے بھی زیادہ ایک قول یہ بھی ہے کہ "الف شہر" سے مراد ہزار کا معین عدد نہیں ہے بلکہ مفہوم یہ ہے کہ شب قدر تمام زمانوں سے افضل ہے یعنی زیادہ سے زیادہ جتنی مدت کا تصور کر سکتے ہو شب قدر اس سے بھی افضل اور بہتر ہے۔

> اس سورت سے معلوم ہوا کہ شب قدر انتہائی بابرکت اور عظمت اور بزرگی والی رات ہے۔
>
> ۱۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے
>
> ۲۔ اسی رات میں قرآن حکیم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا۔
>
> ۳۔ اسی رات میں فرشتے اور جبرئیل علیہ السلام زمین پر اترتے ہیں۔
>
> ۴۔ اسی رات میں صبح طلوع ہونے تک خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور یہ رات سلامتی ہی سلامتی ہے

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ایک ہزار مہینوں کے تراسی سال اور چار ماہ بنتے ہیں پس کوئی شخص 83 سال اور 4 ماہ تک دن رات مسلسل اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو بھی ایک شب قدر کی عبادت اتنی طویل مدت کی عبادت سے افضل و بہتر ہے جب کہ اس طویل مدت میں کوئی شب قدر نہ ہو اسی طرح یوں بھی کہا جا سکتا ہے اگر کوئی شخص شب قدر میں عبادت کرے تو گویا 83 سال 4 ماہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیے بلکہ اس سے بہتر اجر ملے گا پھر اس پر بس نہیں اگر طلب سچی ہو تو ہر سال شب قدر نصیب ہو سکتی ہے' گویا اسی محنت اور لگن سے کئی ہزار مہینوں سے زیادہ اجر و ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

نزول ملائکہ! حضور نور مجسم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اترتے ہیں اور اس شخص کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ کی عبادت کر رہا ہو (مشکوٰۃ ج اص ۱۸۲ شعب الایمان للبیہقی ج ۳ ص ۳۴۳)

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور فرشتے اس شب میں عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے" (فضائل الاوقات للبیہقی ص ۲۵۱)

علماء فرماتے ہیں کہ شب قدر میں عبادت کرنے والوں سے جب حضرت جبرئیل علیہ السلام اور فرشتے سلام و مصافحہ کرتے ہیں تو اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل خشیت الٰہی سے لرزنے لگتا ہے اور اس پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

امام رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں فرشتوں کے زمین پر اترنے کی متعدد وجوہ تحریر فرمائی ہیں جن میں سے چند سطور ملاحظہ ہوں۔

۱۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا تھا کہ یہ مخلوق زمین میں فساد پھیلائے گی اور خونریزی کرے گی اللہ تعالیٰ انسانوں کی عزت اور عظمت واضح کرنے کے لئے فرشتوں کو نازل فرماتا ہے کہ جاؤ اور دیکھو جن کے متعلق تم نے یہ کہا تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں دیکھو لو میرے بندے اس رات میں بستر آرام کو چھوڑ کر میری خاطر عبادات میں مشغول ہیں اور مجھے راضی کرنے کے لئے آنسو بہاتے دعائیں مانگ رہے ہیں حالانکہ شب بیداری ان کے لئے فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ بھی نہیں صرف میرے محبوب رسول ﷺ کی ترغیب پر یہ اپنی نیند و آرام قربان کر کے ساری رات کے قیام پر مستعد ہیں پھر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مومن کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ جنت میں ان کے پاس فرشتے آئیں گے اور انہیں سلام کریں گے شب قدر میں فرشتوں کو نازل فرمانے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ رب العزت گویا یہ بتانا چاہتا ہے اے میرے بندو! اگر تم دنیا میں میری عبادت میں مشغول رہے تو تمہارے پاس رحمت کے فرشتے آئیں گے اور تمہاری زیارت کر کے وہ تمہیں سلام کریں گے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی فضیلت اہل زمین کے لئے رکھی جو یہاں رب تعالیٰ کی عبادت کریں چنانچہ فرشتے اس لئے زمین پر آتے ہیں تا کہ وہ بھی یہاں آ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور شب قدر کے کثیر اجر و ثواب کے مستحق ہو جائیں اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص مکہ میں اس نیت سے جائے کہ وہاں عبادت کا اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے اسی طرح فرشتے شب قدر میں زمین پر اترتے ہیں۔

۴۔ انسان کی فطرت ہے کہ جب اکابر علماء اور عابد زاہد موجود ہوں تو وہ خلوت کے مقابلے میں بہتر طریقے سے عبادت اور اطاعت الٰہی میں مشغول ہو جاتے ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں کو نازل فرماتا ہے کہ تا کہ ان کی موجودگی کا احساس کر کے ہم زیادہ سے زیادہ اچھے طریقے سے عبادت کریں۔

۵۔ فرشتوں کے سلام کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے ان کا سلام سلامتی کا ضامن ہوتا ہے چند فرشتوں نے آ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا تو ان پر نمرود کی آگ گلزار ہو گئی

شب قدر میں عبادت کرنے والوں پر جب بے شمار فرشتے آ کر سلام کرتے ہیں تو پھر جہنم کی آگ ان پر امن وسلامتی کا گلزار کیوں نہ بنے گی۔

تعیین شب قدر! شب قدر کی تعیین میں آئمہ دین کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔جلیل القدر تابعی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک قول یہ ہے کہ شب قدر تمام سال میں کسی بھی ایک رات کو ہوسکتی ہے۔صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ رمضان شریف کی ۲۷ ویں شب ہے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول یہ ہے کہ یہ رمضان کی کسی متعین رات میں ہوتی ہے علمائے شافعیہ کا قول ہے کہ اس کا ۲۱ ویں شب میں ہونا اقرب ہے امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے کسی سال رات میں اور کسی سال کی کسی دوسری رات میں۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک ان کا قول زیادہ صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ تمام سال میں کسی بھی رات کو ہوسکتی ہے کیونکہ شب قدر کو دو مرتبہ شعبان میں پایا اور ایک مرتبہ ۱۵ شعبان کو اور دوسری مرتبہ ۱۹ شعبان کو اور دو مرتبہ رمضان کے درمیانی عشرے میں ۱۳ اور ۱۸ رمضان کو اور رمضان شریف کے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں اسے پایا اس لئے یہ پورے سال میں کسی بھی رات کو ہوسکتی ہے البتہ ماہ رمضان میں یہ بکثرت آتی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ شب قدر سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے ایک مرتبہ وہ جس میں احکام الٰہی نازل ہوتے ہیں اور اسی رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے اتارا گیا یہ رات سال بھر میں کسی بھی شب ہوسکتی ہے لیکن جس سال قرآن کریم نازل ہوا اس سال یہ رات رمضان المبارک میں تھی اور یہ اکثر رمضان المبارک میں ہی ہوتی ہے۔دوسری شب قدر وہ ہے جس میں ملائکہ بکثرت زمین پر اترتے ہیں۔روحانیت عروج پر ہوتی ہے عبادات اور دعائیں قبول ہوتی ہیں یہ ہر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے اور بدلتی رہتی ہے اب چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا و مولیٰ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے ”شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو“
(بخاری، مشکوۃ جلد ۱ ص ۴۵۰)

۲۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں یعنی ۲۱۔۲۳۔۲۵۔۲۷۔۲۹ ویں رات میں سے ہے جو ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دیتا ہے اسی رات کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ یہ

> ۱۔جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا تھا کہ یہ مخلوق زمین میں فساد پھیلائے گی اور خونریزی کرے گی اللہ تعالیٰ انسانوں کی عزت اور عظمت واضح کرنے کے لئے فرشتوں کو نازل فرماتا ہے کہ جاؤ اور دیکھو جن کے متعلق تم نے یہ کہا تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں دیکھ لو میرے بندے اس رات میں بستر آرام کو چھوڑ کر میری خاطر عبادات میں مشغول ہیں اور مجھے راضی کرنے کے لئے آنسو بہاتے دعائیں مانگ رہے ہیں حالانکہ شب بیداری ان کے لئے فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت موکدہ بھی نہیں صرف میرے محبوب رسول ﷺ کی ترغیب پر یہ اپنی نیند و آرام قربان کر کے ساری رات کے قیام پر مستعد ہیں پھر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مومن کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔

رات کھلی ہوئی اور چمکدار ہوتی ہے۔صاف شفاف گویا انوار کی کثرت کے باعث چاند کھلا ہوا ہے نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔اسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح جیسا کہ چودہویں کا چاند کیوں کہ شیطان کے لئے یہ روا نہیں کہ اس دن سورج کے ساتھ نکلے۔(مسند احمد جلد ۵ ص ۳۲۴ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۵)

۳۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا شب قدر کو آخری عشرے میں ۲۵ ویں ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں راتوں میں تلاش کرو۔“
(بخاری، مشکوۃ جلد ۱ ص ۴۵۰)

۲۷ ویں شب! اکثر علماء کے نزدیک ۲۷ ویں شب شب قدر ہوتی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہی مروی ہے۔(خزائن العرفان) ۲۷ ویں شب کے لیلۃ القدر ہونے کی تائید میں مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو عالم ﷺ نے فرمایا ''شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے''
(سنن ابوداؤد ج ا ص ۱۹۷ صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۴۳۷ سنن الکبری للبیہقی جلد ۴ ص ۳۱۲) امام بیہقی نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

۲۔ حضرت زر بن حبش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو سال بھر میں شب بیداری کرے وہ شب قدر پالے گا۔ آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے انہوں نے یہ اس لئے کہا کہ لوگ ایک ہی رات پر قناعت نہ کرلیں حالانکہ وہ جانتے تھے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے اور وہ ۲۷ویں شب ہے پھر آپ نے قسم کھا کر فرمایا ''شب قدر ستائیسویں رات ہے''۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ جلد ا ص ۱۵۴)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے شب قدر کے متعلق پوچھا تو سب نے مختلف جواب دیے۔ میں نے عرض کی کہ یہ آخری عشرے کی ستائیسویں رات یعنی ۲۷ویں شب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عدد سات ہے اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا فرمائے سات زمینیں پیدا بنائیں۔ انسان کی تخلیق سات درجات میں فرمائی اور سات چیزیں بطور اس کی غذا کے پیدا فرمائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے کہ ۲۷ویں شب لیلۃ القدر ہے (شعب الایمان للبیہقی جلد ۳ ص ۳۳۰)

۴۔ دوسری روایت میں آپ سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی (سورۃ فاتحہ) عطا فرمائی جس کی ۷ آیتیں ہیں جن عورتوں سے نکاح حرام ہے وہ بھی سات ہیں۔ قرآن میں میراث میں سات لوگوں کے حصے بیان فرمائے۔ صفا مروہ کے چکر سات ہیں طواف کے چکر بھی سات ہیں۔ (تفسیر المنثور)

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ سے یہ بھی روایت ہے کہ ''لیلۃ القدر'' میں کل نو حروف ہیں اور یہ سورۃ القدر میں تین مرتبہ آیا ہے ۹ کو تین سے ضرب دیں تو ۲۷ آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر ۲۷ویں شب ہی ہے۔ (تفسیر کبیر)

۶۔ حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بحری جہازوں کا ملاح رہا تھا وہ ان سے کہنے لگا ایک چیز میرے تجربے میں بہت عجیب ہے وہ یہ کہ سال میں ایک رات سمندر کا کھارا پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا جب وہ رات آئے تو مجھے ضرور بتانا رمضان کی ستائیسویں شب کو اس نے کہا یہ وہی رات ہے (تفسیر کبیر تفسیر عزیزی)

۷۔ جلیل القدر تابعی حضرت عبدہ بن ابی لبابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں سمندر کا پانی چکھا تو وہ نہایت میٹھا تھا حضرت یحیٰ بن ابی میسرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ۲۷ویں شب میں خانہ کعبہ کا طواف کیا تو میں نے دیکھا کہ فرشتے فضا میں بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں'' (شعب الایمان للبیہقی جلد ۳ ص ۳۳۲)

غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز بھی اسی خیال کے قائل تھے کہ ۲۷ویں شب کو شب قدر ہوتی ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض علماء وفقہاء کے نزدیک رمضان کی ستائیسویں شب میں قرآن کریم ختم کرنا مستحسن ہے تاکہ شب قدر کی برکتیں بھی حاصل ہو جائیں کیونکہ اکثر محدثین نے احادیث بیان کی ہیں کہ ۲۷ویں شب میں شب قدر ہے'' (ماثبت من السنہ ۲۱۵)

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اول تو ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہم ماہ رمضان کی تمام راتوں کے آخری حصہ میں ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور خوب دعائیں مانگیں کم از کم نماز تہجد پورا ماہ ضرور ادا کریں۔ پھر کوشش کرکے آخری عشرہ کی تمام راتوں کو عبادت الٰہی میں گذاریں اور شب قدر کی تلاش کریں ورنہ کم از کم ۲۷ویں شب کو تو ضرور تمام رات رضائے الٰہی کے لئے عبادت و دعا میں مصروف رہیں، رب تعالیٰ ہم سب کو شب قدر کی برکتیں نصیب فرمائے۔

اقوال حضرت عثمان غنی رضی اللہ

- ☆ ہر وہ کام دنیا ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو۔
- ☆ گناہ کسی نہ کسی صورت میں بے قرار رکھتا ہے
- ☆ اپنا بوجھ خلق پر نہ ڈالو خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو
- ☆ جائز ضرورت سے زیادہ طلب بھی شکوہ ہے
- ☆ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو مانتا ہے مگر گناہ کرتا ہے
- ☆ قضا پر رضا دنیا کی جنت ہے
- ☆ ضائع ہے وہ عالم جس سے علم کی بات نہ پوچھیں
- ☆ نعمت کا نامناسب جگہ خرچ کیا جانا ناشکری ہے
- ☆ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے
- ☆ ایسی بات مت کہو جو مخاطب کی سمجھ سے باہر ہو
- ☆ حاجت مند غرباء کا تمہارے پاس آنا خدا کا انعام ہے
- ☆ لوگ تمہارے عیبوں کے جاسوس ہیں
- ☆ ظالموں اور ان کے متعلقین سے معاملہ مت کرو
- ☆ ضائع ہے وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے

ہماری حقیقی عید کب ہوگی

مرتبہ
مولانا محمد سلیم نقشبندی

عید اہل اسلام کی قومی اور ثقافتی زندگی کا اہم اور سرور آفریں موقع ہے۔ اور اس حوالے سے خوشی کا اظہار فطری بھی ہے اور برمحل بھی۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ اسلام جیسے انقلابی دین نے خوشی اور غمی کے مواقع پر کچھ حدود مقرر کردی ہیں عیش میں یاد خدا اور طیش میں خوف خدا ایک سچے مومن کا شعار ہوتا ہے۔ اسلام نے خوشی کو اس حد تک نہیں جانے دیا جہاں غفلت کی پرچھائیں پڑ رہی ہیں اور غم کو اتنا گھمبیر نہیں بننے دیا کہ ذہن پر مایوسی کی آکاس بیل اگ آئے۔ عید مقام مسرت بھی ہے اور لمحہ فکریہ بھی ہے ہمارے آباؤ اجداد صدر اسلام سے لے کر آج تک اور خود ہم نے ان برسوں میں نہ جانے کتنی عیدیں منائیں لیکن ان میں کتنی عیدیں ایسی بھی تھیں جو کہ حقیقی معنوں میں عید کہلا سکتی ہیں۔ شائد ایسی عیدیں چند ہوں اور وہ بھی حضور پر نور ﷺ کی ظاہری زندگی میں اور خلفائے راشدین کے دور بابرکت میں جو انہوں نے منائیں، بہر کیف ہمارے ہاں عید محض تہوار نہیں بلکہ روز عبادت بھی ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے اپنا روحانی تعلق بڑھانے اور مضبوط بنانے کا ذریعہ بھی۔

اس لئے عید الفطر دراصل روزہ داروں کے لئے دم مسرت ہے اور عید الضحیٰ کے پس منظر میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی بے پناہ استقامت اور لازوال قربانی کا عکس کار فرما ہے گویا دونوں عیدیں با مقصد اور احساس عبدیت سے معمور ٹھہریں شاعر مشرق حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے نزدیک عید مردان حر (یعنی آزاد لوگوں) کیلئے شکوہ دین وملت ہے اور بندگان محکوم یعنی غلامی کی زندگی بسر کرنے والوں کیلئے محض ہجوم مومنین ہے۔

علامہ اقبالؒ کے نزدیک حقیت میں ہر غلامی سے آزادی حاصل کرنے والوں ہی کی عید ہے جو قوم سال بھر کی کارکردگی کے بعد نفع کی بجائے نقصان میں رہے اس کیلئے عید خوشی نہیں بلکہ وعید ہے ہم پاکستانی عید کی خوشیوں سے سرشار ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ روز عید محض ایک دن ہے یا اس کی کوئی اہمیت بھی ہے۔ کیا عید صرف زرق برق لباس پہننے کا نام ہے؟ اور وسیع وعریض دستر خواں بچھانے کا نام ہے؟ کیا عید محض شاہ خرچی اور تفاخر کا اظہار ہے؟ کیا عید اخلاقی قدروں کو پامال کرنے اور بے راہ روی اختیار کرنے کا نام ہے؟ کیا عید ایک سماجی رسم ہے؟ نہیں ہر گز نہیں۔ عید کا دن اپنے اندر مقبولیت بھی رکھتا ہے اور روحانیت بھی اس روز صرف رنگ برنگے چمکیلے لباس پہننا کافی نہیں بلکہ دل و دماغ کو صاف کرنا بھی ضروری ہے۔ عید دستر خواں پر لذیذ مزیدار کھانے سجانے کا نہیں بلکہ کردار سنوارنے کا نام ہے یہ دن رب تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور کثرت سے اللہ کی عبادت کرنے کا نام ہے

جو قوم کھربوں روپے کی مقروض ہو چکی ہو جہاں پیدا ہونے والا ہر بچہ ہزاروں روپے کے قرض کے بوجھ سر پر لاد کر اس جہان رنگ و بو میں پہلا سانس لیتا ہو اس قوم کو عید کے دن شاہ خرچی نہیں اپنے سر سے قرض کا بوجھ اتارنا چاہیے جس قوم کی آبادی دو تہائی سرے سے ان پڑھ ہو اور باقی ایک تہائی پڑھ لکھ کر بے روزگار ہو اور اپنے پڑھے پر شرمسار ہو اسے زرق برق لباس سے اپنا تن آراستہ کرنے کی بجائے اپنے من کو علم سے آراستہ کرنے کی ضرورت ہے جو قوم محض آئی ایم ایف کے رحم و کرم پر ہو اسے صرف ایک دن کیلئے لکھ لٹ بننے کی نہیں مستقل طور پر معاشی خالت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس قوم کا سیاسی اور معاشی لحاظ سے کوئی قبلہ نہ ہو اور اگر ہو بھی تو غلط ہو اسے محض ایک دن قبلہ رو ہونے کے ساتھ ساتھ پوری سوچ کر رو بہ قبلہ ہونے کا تعین کرنا چاہیے جو افتراق و انتشار کی مریض ہو اسے بس عید کی نماز میں صفیں درست کرنے کی بجائے ہر لمحے اپنے اندر یک رنگی یک سوئی اور یکجہتی کا اہتمام کرنا چاہیے جو قوم ایک دن اور سال کے باقی دن روئے تو اس کا یک روزہ تبسم چہ معنی دارد؟ جو ایک دن تو پیٹ بھر کر کھائے اور سال بھر اس کے کروڑوں ہم وطن ہم مذہب عزت کی روٹی کو ترسیں اس کی پر شکمی ہوئی بھی تو کیا؟ جو قوم عید کے تہوار پر ایک دوسرے سے گلے اور دوسرے ہی دن گلے کاٹنے شروع کردے تو ایسا معانقہ کس کام کا۔

ہم اہل اسلام اور اہل وطن اس دن کو حقیقی عیدیں منائیں گے اور واقعی اس کی مسرتوں سے اپنے گھر اور ملک کا آنگن بھر دیں گے واضح نصب العین اور درست لائحہ عمل کے ساتھ ترقی اور خوشحالی کی طرف گامزن ہوں گے جب ہم سیاسی اور معاشی طور پر خود مختار ہوں گے اور جب طبقاتی اونچ نیچ ختم ہو جائے گی اور پوری دنیا کے مظلوم اور محکوم مسلمان کافروں کی غلامی اور ظلم سے نجات نہ حاصل کریں اس وقت تک ہماری حقیقی عید نہیں ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کشمیر، فلسطین، افغانستان اور دیگر مسلم مقبوضہ ریاستوں کو کافروں کی غلامی اور ظلم وستم سے مکمل آزادی عطا فرمائے۔ آمین

مسئلہ باغ فدک

علامہ محمد شفیع اوکاڑوی

باغ فدک کے بارے میں سنی شیعہ حضرات کے درمیان صدیوں سے اختلاف ہے۔ اس مسئلے سے شیعہ حضرات آل رسول اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے درمیان دشمنی ثابت کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ کیا ہے؟ اس کی حقیت جاننے کے لیے رئیس التحریر حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کا مضمون نذر قارئین ہے .... حضرت سیدہ زہرا، حضرت علی المرتضی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہم کے حوالے سے تحقیقی دستاویز۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سیدہ فاطمہؓ کا حق غصب کیا اور باغ فدک جو حضور ﷺ نے سیدہ کو ہبہ کر دیا تھا یا آپ کی وراثت سے سیدہ کے حصے میں آتا تھا وہ نہ دیا جس کی وجہ سے سیدہ ان سے ناراض ہو گئیں اور آخری دم تک ناراض رہیں اور ان سے کلام تک نہ کیا، اور چونکہ سیدہ کی

باغ فدک کے بارے میں سنی شیعہ حضرات کے درمیان صدیوں سے اختلاف ہے۔ اس مسئلے سے شیعہ حضرات آل رسول اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے درمیان دشمنی ثابت کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ کیا ہے؟ اس کی حقیت جاننے کے لیے رئیس التحریر حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کا مضمون نذر قارئین ہے .... حضرت سیدہ زہرا، حضرت علی المرتضی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہم کے حوالے سے تحقیقی دستاویز

ناراضی حضور ﷺ کی ناراضی ہے۔ لہٰذا ابوبکر صدیق نے سیدہ کو ناراض کر کے حضور ﷺ کو ناراض کیا۔ یہ بات سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ سید الصادقین صدیق اکبرؓ پر محض ایک افترا اور ایک بے بنیاد ناپاک الزام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ابھی چند سطریں پڑھنے کے بعد قارئین پر اس ناپاک الزام کی حقیقت اظہر من الشمس ہو جائے گی اور الزام لگانے والوں کی جہالت اور بے بضاعتی کا پورا اندازہ ہو جائے گا۔ اس حقیقت کو ظاہر کرنے سے پہلے قارئین کرام کو "فدک" کا تعارف کرانا ضروری ہے کہ "فدک" کیا ہے؟ قاموس، لسان العرب، مصباح اللغات اور صحیح بخاری میں ہے کہ "فدک" ایک گاؤں ہے جو مضافات خیبر میں خیبر سے ایک منزل اور مدینہ منورہ سے دو یا تین منزل کے فاصلے پر ہے، جہاں کھجوروں کے درخت اور پانی کے بہت چشمے تھے اور اس کی تسخیر کے متعلق فتح الباری، فتوح البلدان، تاریخ طبری اور تاریخ کامل ابن اثیر میں ہے کہ جب ۷ھ میں خیبر فتح ہو گیا تو باقی ماندہ لوگ قلعہ بند ہو گئے اور جب ان پر محاصرے کی سختی زیادہ ہوئی تو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ ان کا خون معاف کر دیا جائے اور انہیں خیبر سے چلے جانے کی اجازت دی جائے۔ آپ ﷺ نے ان کی یہ عرض قبول فرمالی، خیبر سے نکل کر انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ ہمیں خیبر ہی میں رہنے دیں تو ہم خیبر کی پیداوار سے نصف آپ کی خدمت میں پیش کر دیا کریں گے۔ اور نصف بطور اجرت خود لے لیا کریں گے، نیز باوجود اس کے آپ کو ہر وقت اختیار ہوگا کہ جب چاہیں ہمیں خیبر سے نکال دیں۔ آپ ﷺ نے اس شرط کو قبول فرمالیا۔

جب آپ خیبر سے واپس ہوئے تو آپ نے محیصہ بن مسعود انصاریؓ کو اہل فدک کے پاس تبلیغ کے لئے بھیجا، فدک کے باشندے یہودی تھے اور ان کا سردار یوشع بن نون ایک یہودی تھا۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا اور اہل خیبر کی طرح فدک کی پیداوار سے نصف دینے کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے منظور فرمایا اس طرح "خیبر" اور "فدک" "اسلام کے قبضے میں آئے۔ خیبر لڑائی کے ذریعے سے اور فدک بغیر لڑائی کے صلح کے ساتھ مفتوح ہوا۔ اصطلاح شریعت میں جو جائیداد یا مال لڑائی کے ساتھ ہاتھ آئے اسے "فئے" کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ فدک اور اس کی آمدنی مال فئے ہے اور مال فئے کا مصرف قرآن شریف نے صاف اور واضح بیان فرمایا، ارشاد ہوتا ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ.........لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحشر) جو مال دلایا اللہ نے اپنے رسول کو بستی والوں سے تو وہ مال اللہ اور رسول کا ہے اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہے...... اور فقیر مہاجروں کے لیے ہے۔ جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اور وہ طالب ہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے اور مدد کرتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کی اور وہی سچے لوگ ہیں۔

اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ مال "فئے" جو بغیر لڑائی وغیرہ کے ہاتھ آیا تھا وہ کسی کی خاص ذاتی ملکیت نہیں تھا بلکہ اس کے حقدار رسول ﷺ اور قرابت داران رسول ﷺ کے علاوہ وہ تمام مسلمان تھے جو فقرا اور مساکین اور محتاج وغیرہ تھے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اگر کوئی بادشاہ یا نبی یا امام یا امیر اپنے اقتدار و اثر اور قوت و طاقت سے کوئی جائیداد غیر دشمن سے لڑ کر یا بغیر لڑے صلح سے حاصل کرے تو وہ اس کی ذاتی ملکیت نہیں ہو جاتی اور نہ اس کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس کو اپنی اولاد کی ملکیت میں دے دے بلکہ اس کو اپنی زندگی میں صرف حاکمانہ تصرف اور اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ قانون کے مطابق اس کو صرف کرے، اور نہ ہی اس کی وفات کے بعد اس میں وراثت جاری ہوتی کہ

بطور ورثاء اس کے ورثاء میں تقسیم کر دی جائے، جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ جائداد آپ کی ذاتی ملکیت نہیں تھی، کیونکہ ذاتی ملکیت تو وہ ہوتی ہے جو وراثۃً ملے یا اپنے کمائے ہوئے مال سے خریدی ہو، یہاں دونوں باتیں نہیں ہیں پھر آپ ﷺ کی ذات اقدس سے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ آپ اس وقف جائداد کو جس میں غریب اور محتاج مسلمانوں کا حق تھا وہ صرف سیدہ فاطمہؓ کو ہبہ کر کے ان کی ملکیت قرار دے دیتے۔ اس سے تو پھر لازم آتا ہے کہ آپ نے غریبوں اور محتاجوں کا حق مار کر سیدہؓ کو دے دیا، اور اللہ کے ارشاد کی پرواہ نہ کی (نعوذ باللہ من ذالک) کوئی مسلمان ایسا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ جس سے آپ کی ذات پر ایک بدنما دھبا آتا ہو۔ ہمارا تو ایمان یہ ہے کہ آپ ﷺ بحیثیت ایک امین اور خازن کے اس پر متولیانہ قبضہ رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کو صرف فرماتے تھے اور پھر ہر سال جس قدر غلہ اور ثمرات وغیرہ فدک سے آتے تھے ان کی مالیت بھی اس قدر نہ تھی جو مسلمانوں کو فکر معاش سے مستغنی کر دیتی، چنانچہ حضور ﷺ اس میں سے اپنے اہل و عیال کی معمولی ضرورتوں کے مطابق الگ کر کے باقی مستحق مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور باوجود اس کے عہد رسالت میں مسلمانوں کی جو مالی حالت تھی وہ سب پر عیاں ہے۔ لیکن اب ہمارے مخالفین کی بھی سنیے کہ ان کے نزدیک باغ فدک کیا ہے چنانچہ ان کے مستند و معتبر علامہ باقر مجلسی "بحار الانوار" میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "ایک دن رسول مقبول ﷺ سیدہ معصومہ حضرت فاطمہ زہرا کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ جبریل امین آئے اور آکر کہا اے محمد ﷺ اٹھو! اللہ تعالیٰ نے تجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اپنے پروں سے آپ کے لیے "فدک" کی حد بندی کر دوں چنانچہ حضور ﷺ ان کے ساتھ ہو لئے تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو خاتون جنت کے پوچھنے پر فرمایا کہ جبریل نے میرے لئے اپنے پروں سے فدک کی حد بندی کر دی ہے اس روایت میں یہ نہیں بتایا گیا کہ "فدک" کے مقررہ حدود کیا

یہ بات بھی افسوسناک ہے کہ ان کے ہاں کوئی اور روایت موجود نہیں ورنہ عجب نہ تھا کہ ہندوستان اور دیگر بلاد اسلامیہ جو مسلمانوں نے بعد میں فتح کئے، ضرور فدک کے حکم میں آجاتے۔ بہر صورت ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سلطنت اسلامی کا مختصر نام "فدک" ہے۔ جسے خدا نے بغیر جنگ و جدال اپنے پیغمبر کے لئے "فئے" کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ یہ سب کا سب سیدہ کے حوالے کر دو اہل علم و فہم کے نزدیک ان روایات کی جو وقعت ہوسکتی ہے وہ ظاہر ہے، سردست ان کے متعلق سوائے اس کے کہ "بریں عقل و دانش بباید گریست" اور کیا کہا جائے؟

تھے، اور وہ کس غرض سے قائم کئے گئے تھے۔ لیکن دوسری روایت میں جو اسی کتاب میں علامہ صاحب نے نقل فرمائی ہے "فدک کی حدود کا بھی بیان ہے چنانچہ وہ یوں ہے" کہ خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام موسیٰ کاظم رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی مرتبہ عرض کیا کہ آپ فدک لے لیجیے لیکن آپ برابر انکار کرتے رہے کہ آخر جب خلیفہ نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں فدک اس وقت تک نہ لوں گا جب تک کہ وہ مع حدود کے مجھے نہ دیا جائے۔ خلیفہ صاحب نے مع حدود کے فدک دینے کی قسم کھائی اور حدود دریافت

> مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ .... لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحشر) جو مال دلایا اللہ نے اپنے رسول کو بستی والوں سے تو وہ مال اللہ اور رسول کا ہے اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہے .... اور فقیر مہاجروں کے لیے ہے۔ جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اور وہ طالب ہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے اور مدد کرتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کی اور وہی سچے لوگ ہیں۔

کئے۔ امام صاحب نے فرمایا اس کی پہلی حد "عدن" ہے دوسری حد "سمرقند" ہے یہ سن کر خلیفہ صاحب کا چہرہ متغیر ہو گیا، پھر امام صاحب نے فرمایا اس کی تیسری حد "افریقا" اور چوتھی "کنارہ سمندر" ہے جو آرمینا سے ملا ہوا ہے خلیفہ نے کہا کہ آپ نے ہمارے لئے تو کچھ بھی نہیں چھوڑا، امام صاحب نے فرمایا، اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ حدود سن کر تم کچھ بھی نہ دو گے"

اور اسی میں ایک روایت اور بھی ہے جو نفس مضمون کے لحاظ سے مختلف نہیں مگر اس کے حدود میں اختلاف واقع ہوا ہے، چنانچہ اس میں "پہلی حد عریش مصر دوسری حد دومۃ الجندل، تیسری احد اور چوتھی سمندر بیان کی گئی ہے جسے سن کر خلیفہ صاحب نے کہا، یہ تو ساری دنیا ہے، تو امام صاحب نے فرمایا کہ یہ سب یہودیوں کے قبضے میں تھی اللہ نے اس کو بغیر جنگ و جدال کے "فئے" کیا اور حکم دیا کہ یہ سب اپنی بیٹی فاطمہ کو دے دو"

یہ بات بھی افسوسناک ہے کہ ان کے ہاں کوئی اور روایت موجود نہیں ورنہ عجب نہ تھا کہ ہندوستان اور دیگر بلاد اسلامیہ جو مسلمانوں نے بعد میں فتح کئے، ضرور فدک کے حکم میں آجاتے۔ بہر صورت ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سلطنت اسلامی کا مختصر نام "فدک" ہے۔ جسے خدا نے بغیر جنگ و جدال اپنے پیغمبر کے لئے "فئے" کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ یہ سب کا سب سیدہ کے حوالے کر دو اہل علم و فہم کے نزدیک ان روایات کی جو وقعت ہوسکتی ہے وہ ظاہر ہے، سردست ان کے متعلق سوائے اس کے کہ "بریں عقل و دانش بباید گریست" اور کیا کہا جائے؟

وراثت انبیاء

انبیائے کرام کی وراثت کیا ہے؟ اور کیا ان کا چھوڑا ہوا مال ان کے ورثاء میں تقسیم ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب پہلے شیعہ مذہب کی معتبر کتاب "اصول کافی" کی دو صحیح روایتوں سے پیش کیا جاتا ہے۔

امام الائمہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ انّ العلماء ورثة الانبیاء وذاک انّ الانبیاء لم یورثوا درهما ولا دینارا وانّما اورثوا احادیث من احادیثهم فمن اخذ بشیء منها فقد اخذ حظا وافرا۔ (اصول کافی مع شرح صافی صفحہ ۸۳) بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اس لئے کہ انبیائے کرام اپنی وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑا کرتے بلکہ ان کی وراثت سے علم وحکمت کی باتیں پس جو شخص ان کی

> قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر النجوم لیلة البدر وانّ العلماء ورثة الانبیاء لم یورثوا درهما ولا دینارا ولکن اورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر۔ (اصول کافی مع شرح صافی صفحہ ۸۷)

ان باتوں میں سے کچھ حصہ لیتا ہے وہ بہت بڑا حصہ ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر النجوم لیلة البدر وانّ العلماء ورثة الانبیاء لم یورثوا

[redacted]

دینارا ولا درهما ولکن اورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر۔ (اصول کافی مع شرح صافی صفحہ ۸۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت بے علم عابد پر ایسی ہے جیسے شب بدر میں چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر کیونکہ علما انبیاء کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء اپنی وراثت درہم و دینار نہیں بلکہ علم چھوڑ کر جاتے ہیں۔ سو جو شخص اس علم میں سے حصہ لیتا ہے وہ بہت بڑی چیز لیتا ہے۔

ان دونوں روایتوں سے ثابت ہوا کہ انبیاء کی وراثت علم ہے مال نہیں

اھل سنت کی کتب سے

امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا نورث ما ترکناه صدقة

(بخاری ومسلم مشکوۃ صفحہ ۵۵۰) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نبیوں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ انّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا یقسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقة نسائی ومؤنة عاملی فهو صدقة (بخاری ومسلم مشکوۃ صفحہ ۵۵۰) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (میری وفات کے بعد) میرے وارث دینار

فریقین کی ان روایات سے ثابت ہوا کہ جمیع انبیائے کرام کی وارث علم اور ان کے وارث علماء ہوتے ہیں اور باقی جو کچھ وہ چھوڑ جائیں وہ مثل صدقہ کے ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ انبیائے کرام کا ورثہ ان کی اولاد میں تقسیم نہیں ہوتا کیونکہ ان کا ورثہ علم ہوتا ہے اور علاوہ ازیں جو کچھ ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے تو پھر یہ کہنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا حق غصب کیا اور باغ فدک جو حضور ﷺ کی وراثت سے ان کے حصے میں آیا تھا وہ نہ دیا، کس قدر زیادتی اور بے خبر ہونے کی دلیل ہے۔

وغیرہ (بطور ورثہ) تقسیم نہ کریں گے اور جو کچھ میں چھوڑ دوں گا وہ میری بیویوں کے مصارف اور عامل کی اجرت کے بعد صدقہ ہوگا۔ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔ ما ترک رسول الله صلی الله علیه وسلم دینارا ولا درهما ولا عبدا ولا امة الا بغلة التی کان یرکبها وسلاحه وارضا جعلها لابن السبیل صدقة (بخاری شریف) رسول اللہ ﷺ نے درہم و دینار اور غلام اور لونڈی کچھ نہ چھوڑا سوائے ایک سفید خچر کے جس پر آپ سواری فرماتے اور چند ہتھیار اور کچھ زمین ان سب کو مسافروں کے لئے صدقہ کر گئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔ انّ ازواج النبی صلی الله علیه وسلم حین توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم اردن ان یبعثن عثمان الی ابی بکر یسئلنه میراثهن فقلت الیس قد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا نورث ما ترکنا صدقة (بخاری ومسلم) کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج کر میراث کا مطالبہ کریں۔ ام المومنین فرماتی ہیں، میں نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم انبیاء کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ کر جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

فریقین کی ان روایات سے ثابت ہوا کہ جمیع انبیائے کرام کی وارث علم اور ان کے وارث علماء ہوتے ہیں اور باقی جو کچھ وہ چھوڑ جائیں وہ مثل صدقہ کے ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ انبیائے کرام کا ورثہ ان کی اولاد میں تقسیم نہیں ہوتا کیونکہ ان کا ورثہ علم ہوتا ہے اور علاوہ ازیں جو کچھ ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے تو پھر یہ کہنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا حق غصب کیا اور باغ فدک جو حضور ﷺ کی وراثت سے ان کے حصے میں آیا تھا وہ نہ دیا، کس قدر زیادتی اور بے خبر ہونے کی دلیل ہے۔

اگر بالفرض باغ فدک بطور ورثہ تقسیم بھی ہوتا تو پھر بھی صرف سیدہ کا حق نہ تھا کیونکہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی نو بیویاں اور حضرت عباس (چچا) بھی موجود تھے کیا شرعی قانون سے یہ حقدار نہ تھے؟ اور نو بیویوں میں سے ایک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (عائشہ صدیقہ) اور حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادی (حضرت حفصہ) بھی تھیں کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان سے بھی کوئی عناد تھا کہ ان کی بھی حق تلفی کی؟ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی کی بھی حق تلفی نہیں کی۔ بلکہ کتاب وسنت کے مطابق اس کو صرف کیا۔

اعتراضات و جوابات

اعتراض نمبر ۱: بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور کی وفات کے بعد سیدہؓ نے ابو بکرؓ سے مطالبہ کیا کہ حضور کے متروکہ مال فئے کو تقسیم کیا جائے۔ ابو بکرؓ نے انکار کیا جس سے سیدہؓ غضبناک ہوئیں اور جب تک زندہ رہیں ان سے کلام نہ کیا اور سیدہؓ کو ناراض کرنا گویا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کرنا ہے لہٰذا ابو بکر نے سیدہؓ کو ناراض کر کے اللہ و رسول ﷺ کو ناراض کیا۔

جواب: بخاری و مسلم کی حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے ثابت ہو کہ سیدہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئیں یا حضرت ابو بکرؓ نے ان کو ناراض کیا ہو۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان کے مطالبہ کرنے پر ان کو صرف یہ فرمایا کہ اے سیدہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہم انبیاء کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے بلکہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے اور خدا کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے صدقے میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ کروں گا بلکہ اسی حالت میں رکھوں گا جس طرح آپ کے زمانے میں تھا اور اس میں وہی احکام جاری کروں گا جو آپ جاری کیا کرتے تھے۔ ہاں (آپ کے زمانے کے مطابق) آپ کی آل بھی اس میں سے کھائے گی۔ (مسلم شریف)

بخاری میں ہے کہ یہ سن کر سیدہؓ غضبناک ہوئیں۔ اور جب تک زندہ رہیں، اس معاملے میں گفتگو نہ فرمائی۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔ فغضبت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے کوئی ایسا لفظ نہیں کہا جو ان کی ناراضی کا باعث ہو سکے، بلکہ آپ نے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی پیش کیا اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں آپ کی سنت کے مطابق عمل کروں گا اور اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ کروں گا۔

نیز سیدہؓ نے بھی سن کر یہ نہیں کہا کہ تم غلط کہتے ہو۔ انبیاء کا ترکہ تقسیم ہوا کرتا ہے لہٰذا ہمارے ابا جان کا بھی تقسیم ہوگا اور تمہارا قول و فعل ہمارے ابا جان کے قول و فعل کے خلاف ہے۔ تو بلاشبہ یہ ناراضی وقتی طور پر تھی جو بعد میں بالکل نہ رہی، کیونکہ سیدہؓ کو اپنے ابا جان کا ارشاد معلوم ہو گیا تھا اور سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر راضی ہو گئیں۔ چنانچہ امام بیہقی نے شعبی سے صحیح حدیث روایت کی ہے۔ انَّ

ابابکر عاد فاطمة فقال لها علی ابو بکر ضیث لیستاذن علیک قالت اتحب ان اذن له قال نعم فاذنت له فدخل علیها فرضاها حتی رضیت وهو (زرقانی علی المواہب صفحہ ۷/۸)

کہ حضرت ابو بکرؓ فاطمہ کی عیادت کو آئے تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ ابو بکرؓ تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کیا تمہیں پسند ہے کہ میں انہیں اجازت دوں؟ حضرت علی نے کہا ہاں تو حضرت فاطمہؓ نے اجازت دی۔ حضرت ابو بکر سیدہؓ کے پاس آئے انہیں راضی کیا یہاں تک کہ سیدہؓ راضی ہو گئیں اور حضرت ابو بکرؓ بھی راضی ہو گئے۔ باوجود اس کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ بلکہ حضور کی قولی اور فعلی سنت کو پیش کیا تھا اور اسی پر عمل کیا تھا، پھر بھی سیدہؓ کی ناراضی کا ان کو کس قدر احساس تھا کہ تشریف لائے اور سیدہؓ کو راضی کیا اور آپ بھی راضی ہو گئیں کیونکہ آپ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جو حضرت ابو بکرؓ نے کہا ہے وہ حق اور درست ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے تو سوال یہ ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عہد خلافت تھا اس وقت پوری طاقت و قوت آپ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر انہوں نے باغ فدک سیدہؓ کی اولاد کے حوالے کیوں نہ کیا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ امانت اہل امانت کے پاس پہنچا دو۔ انہوں نے اہل حق کو ان کا حق واپس کیوں نہ کیا؟ اگر جواب یہ ہو کہ اہل بیت کرام غصب شدہ مال واپس نہیں لیتے کیوں کہ یہ ان کی شان اقدس کے خلاف ہے، تو پھر منکر کے بقول خلافت بھی تو حضرت علیؓ کا حق تھا جو خلفائے ثلاثہ نے غصب کر لیا تھا تو وہ غصب شدہ خلافت حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ نے کیوں لی؟ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين.

اعتراض نمبر ۲: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وصيكم الله في اولادكم (الآیۃ) جس میں میراث کے قوانین بیان فرمائے گئے ہیں عام ہے حضور ﷺ اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ لہٰذا جس طرح ہمارا ورثہ ہماری اولاد میں تقسیم ہوتا ہے اسی طرح حضور ﷺ کا بھی تقسیم ہونا چاہیے تھا حضرت ابو بکرؓ نے حضور کا ورثہ تقسیم نہ کر کے

اس کے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے تو سوال یہ ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عہد خلافت تھا اس وقت پوری طاقت و قوت آپ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر انہوں نے باغ فدک سیدہؓ کی اولاد کے حوالے کیوں نہ کیا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ امانت اہل امانت کے پاس پہنچا دو۔ انہوں نے اہل حق کو ان کا حق واپس کیوں نہ کیا؟

اس حکم الٰہی کے خلاف کیا۔

جواب: آیہ کریمہ یوصیکم اللہ فی اولادکم میں خطاب امت کو ہے، حضور ﷺ اس سے بالاتفاق مستثنیٰ ہیں اور دلیل اس پر یہ ہے اللہ تعالیٰ نے قانون وارثت بیان کرنے کے بعد فرمایا: تلك حدود الله ومن يطع الله ورسوله

یدخلہ جنت (الایۃ)

یعنی یہ اللہ کی (مقررہ) حدیں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے ان حدود کے اندر رہے گا اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ معلوم ہوا کہ یہ حکم اُمت مصطفیٰ ﷺ کو ہے۔ مصطفیٰ ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں ورنہ من یطع اللہ ورسولہ کا مطلب کیا ہوگا؟ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ضمیر "کم" جمع مخاطب موجود ہے جس سے حضور ﷺ باتفاق فریقین مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً۔

(۱) فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع ۔(النساء) تو نکاح میں لاؤ ان عورتوں کو جو تمہیں خوش آئیں دودو، تین تین اور چار چار۔ اس آیہ کریمہ میں بھی اُمت کو حکم ہے۔ حضور ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں، چنانچہ آپ کے نکاح میں بیک وقت نو بیویاں تھیں۔

(۲) ولا تبطلوا اعمالکم اور اپنے اعمال باطل نہ کرو، (۳) واعلموا ان فیکم رسول ۔اور جان لو کہ اللہ کا رسول ﷺ تم میں موجود ہے۔

ان دونوں آیتوں میں کُم ضمیر مخاطب موجود ہے مگر حضور ﷺ مستثنیٰ ہیں علیٰ ہذا القیاس، اسی طرح یوصیکم اللہ فی اولادکم میں خطاب اُمت کو ہے، آپ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اعتراض نمبر۳:۔ اگر انبیائے کرام کا مالی ورثہ ان کے ورثاء میں تقسیم نہیں ہوتا تو اس آیہ کریمہ وورث سلیمان داؤد کہ وارث ہوئے سلیمان داؤد کے کا کیا مطلب ہوگا۔

جواب:۔ اس آیت میں جس وراثت کا ذکر ہے اس سے مالی وراثت مراد نہیں بلکہ علمی وراثت مراد ہے۔ اگر مالی وراثت مراد ہوتی تو صرف حضرت سلیمانؑ ہی وارث نہ ہوتے۔

نیز اگر مالی وارثت مراد ہوتی تو اس کے ذکر ہی کی کیا ضرورت تھی، حضرت سلیمان بلاشک وشبہ حضرت داؤدؑ کے بیٹے تھے اور بیٹا باپ کے مال کا وارث ہوا کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ کا خصوصیت کے ساتھ بیان فرمانا ہی اس بات کی روشن دلیل ہے کہ وراثت علمی تھی نہ کہ مادی، نہ دنیا کے مال کا وارث ہو جانا بھی کسی نبی کے فضل وکمال کا باعث ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد اتینا داؤد وسلیمٰن علما ،اور بلاشک وشبہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا فرمایا۔ یعنی وہ علم وحکمت اور نبوت جو ہم نے داؤدؑ کو عطا فرمائی تھی، اس کے وارث ان کے فرزند ارجمند حضرت سلیمان علیہ السلام ہوئے۔ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب "اُصول کافی" کی ایک فیصلہ کن روایت ہدیہ قارئین ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:۔ انّ سلیمان ورث داؤد وانّ محمدا صلّی اللہ علیہ وسلّم ورث سلیمان ۔یعنی بے شک سلیمان وارث ہوتے داؤدؑ کے اور محمد ﷺ وارث ہوئے سلیمانؑ کے۔ معلوم ہوا کہ داؤدؑ کی وراثت مالی نہ تھی بلکہ علمی تھی جس کے وارث سلیمان ہوئے اور حضرت سلیمانؑ کی وراثت کے وارث حضور ﷺ ہوئے، حالانکہ ہمارے حضور ﷺ اور سلیمانؑ کے درمیان کئی پشتیں گزریں، کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت سلیمان کا وہ کون سا متروکہ مال تھا جس کے حضور ﷺ وارث ہوئے؟

اعتراض نمبر۴:۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی تھی:۔

فھب لی من لدنک ولیاً یرثنی ویرث من ال یعقوب۔

تو مجھے اپنے پاس سے کوئی بیٹا عطا کر جو میرا کام اُٹھائے وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو۔

جواب: اس آیت سے تو معترض کی سخت تردید ہوتی ہے اور اس کے مبلغ علم کا بھی پورا پورا اندازہ ہوتا ہے، حضرت زکریا علیہ السلام عرض کر رہے ہیں اے اللہ مجھے ایک بیٹا عطا فرما۔ جو یرثنی ویرث من ال یعقوب میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے۔ حضرت یحییٰ حضرت زکریاؑ کے تو وارث بن سکتے تھے مگر آل یعقوب کے وارث کس طرح؟

حالانکہ حضرت زکریاؑ اور حضرت یعقوب کے درمیان دو ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ کیا آل یعقوبؑ کا مال ابھی تک غیر منقسم پڑا ہوا تھا جس کا وارث حضرت یحییٰ کو بننا تھا؟

درحقیقت اس آیت سے مراد یہی ہے کہ اے اللہ مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو میرے بعد میرے منصب نبوت اور میرے علم وحکمت کا وارث بنے اور یہی آل یعقوب کا ورثہ تھا۔ مسئلہ فدک اور وراثت انبیاء اور اعتراضات کے جوابات مختصر طور پر پیش کیے گئے ہیں، اہل انصاف حضرات کے لئے اسی قدر کافی ہے اور دوسروں کے لئے دفتروں کے دفتر بیکار۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ہمارے سینوں کو بغض وحسد سے پاک فرمائے۔ الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ، وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ اصحابہ وبارک وسلم۔

تمام غیر مقلدین سے

آٹھ ''رکعات'' پر بیس۲۰ سوالات

از قلم

محدث اعظم حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

درج ذیل مضمون پندرہ روزہ رضائے مصطفےٰ جلد نمبر ۹ شمارہ ۲۴، ۷ دسمبر ۱۹۶۷ء مطابق ۴ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ میں شائع ہوا تھا جو علمی و فنی لحاظ سے ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے اگرچہ یہ مضمون قیام پاکستان سے بہت پہلے کا ہے لیکن آج بھی اس کی افادیت اپنی جگہ برقرار ہے چونکہ ان دنوں غیر مقلدین بیس۲۰ رکعت تراویح کے خلاف جگہ جگہ غوغا آرائی کرتے ہیں۔ اس لیے اس کی اشاعت بہت مناسب معلوم ہوتی ہے امید ہے کہ اہل ذوق حضرات اس سے بہت محظوظ ہوں گے۔ ان سوالات کے اصل مخاطب مولوی ثناء اللہ امرتسری تھے جواب دیئے بغیر دنیا سے چل بسے کیا اب کوئی اور غیر مقلد ان کے جوابات کی طرف توجہ مبذول فرمائے گا؟ بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ آپ کے بعض ''مقلدین'' ''اہلحدیث کہلانے والے آٹھ تراویح پر بہت زور دیتے ہیں اور بیس۲۰ تراویح کو بدعت، ناجائز بتاتے ہیں اور مسلمانوں کو عبادت خدا سے روکنے کی ترغیب دیتے ہیں اور فتنہ اور شورش برپا کرتے رہتے ہیں اور ہیں بالکل جاہل۔ آپ سے یہ چند سوالات کرتا ہوں ان کا جواب تعصب سے الگ ہو کر نہایت انصاف سے دیجیے۔ چار برس ہوئے بریلی شریف آپ اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلدین کے جلسہ میں گئے تھے اور میں نے وہاں چند سوالات آپ کے مذہب کے متعلق آپ سے بذریعہ تحریر دریافت کیے مگر آپ جواب نہ دے سکے اور اب تک خاموش ہیں۔ ان سوالات کے جوابات میں ایسی خاموشی اختیار نہ کیجیے گا۔ قرآن پاک یا حدیث شریف سے جواب ہو۔ اپنی رائے کو دخل نہ ہو۔

سوالات

۱۔ بیس رکعت تراویح پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔

۲۔ اگر کوئی اہلحدیث بیس تراویح پڑھے یہ بیان کر کے کہ ائمہ اور صحابہ کرام کا اس پر عمل تھا تو وہ اہلحدیث غیر مقلد گنہگار ہو گا یا نہیں اور وہ اہلحدیث بیس تراویح پڑھنے سے اہلحدیث رہے گا یا نہیں۔

۳۔ ایک اہلحدیث (غیر مقلد) آٹھ تراویح پڑھے اور دوسرا اہلحدیث غیر مقلد بیس تراویح پڑھے تو زیادہ ثواب کس کو ہو گا۔

۴۔ تراویح کے کیا معنی ہیں تو کیا اس کا اطلاق کم از کم کتنی رکعت پر حقیقتاً ہو سکتا ہے۔

۵۔ نماز تہجد کا وقت کیا ہے اور نماز تراویح کا کیا وقت ہے۔

۶۔ نماز تہجد کب شروع ہوئی اور نماز تراویح کب مسنون ہوئی۔

۷۔ نماز تہجد رمضان و غیر رمضان میں ہے یا نہیں۔

۸۔ نماز تراویح صرف رمضان میں ہے یا نہیں۔

۹۔ ہند کے اہل حدیث کہلانے والوں کے پیشوا مولوی نذیر حسین دہلوی ایک ختم قرآن مجید تراویح میں ایک ختم نماز تہجد میں سنتے تھے جیسا کہ غیر مقلدین میں مشہور ہے۔ لہذا اگر تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے تو مولوی نذیر حسین دہلوی دونوں کو الگ الگ پڑھ کر بدعت فی الدین کے مرتکب ہوئے یا نہیں اور رمضان میں تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا اور اس میں ختم قرآن مجید سننا اہلحدیث کے نزدیک بدعت ہے یا سنت ہے اگر سنت ہے تو اس کا کیا ثبوت ہے۔

۱۰۔ صحاح ستہ یا دیگر کتب حدیث میں کیا کوئی حدیث صحیح الاسناد بالاتفاق صریح الدلالت مرفوع متصل ہے۔ جس کا یہ مضمون ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ماہ رمضان مبارک میں کتنی شب ''تراویح'' پڑھی ہیں جس حدیث میں اس کا ذکر ہے اس میں تعداد رکعت بیان کی ہے یا نہیں۔

۱۲۔ پورے رمضان میں تراویح پڑھنا یہ کس کی سنت فعلی ہے۔ صحابہ کی سنت پر عمل کرنا سنت ہے یا نہیں۔

۱۳۔ بخاری و مسلم بلکہ صحاح ستہ میں تہجد کی نماز کی کتنی رکعت مذکور ہیں ہمیشہ آٹھ رکعت یا کم یا زیادہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایات میں کتنی رکعت

کا بیان ہے۔

۱۴۔ صحاح ستہ میں کسی کتاب میں اکثر اہل علم جمہور صحابہ تابعین کا تراویح کے متعلق کیا عمل بتایا ہے۔ بیس رکعت یا کم یا زیادہ حضرت شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے صحابہ کرام سے لے کر جمہور اُمت کا کیا عمل بتایا ہے۔

۱۵۔ کتب حدیث میں بیس تراویح کے متعلق حدیثیں ہیں یا نہیں۔

۱۶۔ کسی حدیث کے اسناد میں اگر بعض ضعف ہو تو جمہور اُمت کے تلقی بالقبول کرنے سے وہ حدیث حجت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں۔

۱۷۔ صحابہ کرام کے جس قول و فعل میں اجتہاد کو دخل نہ ہو۔ وہ حکم میں حدیث مرفوع کے ہے یا نہیں؟ اصول حدیث میں اس کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا ہے۔

۱۸۔ اگر کسی حدیث کا زیادہ اسناد ہو کر بعد کے طبقہ کا ایک راوی ضعیف ہو تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس طبقہ سے پہلے محدثین کے نزدیک بھی وہ حدیث ضعیف ہے۔

۱۹۔ کیا کسی حدیث کے اسناد صحیح ہونے سے یہ ضروری ہے کہ اس کے متن حدیث پر عمل کیا جائے یا کسی حدیث کے بعض اسناد ضعیف ہونے سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ متن حدیث قابل عمل نہ ہو۔

۲۰۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی تراویح کی کتنی رکعت بتاتے ہیں۔ ابن تیمیہ نے تراویح کے عدد رکعت کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے۔ حضور سیدنا قطب الاقطاب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محدث نووی شارح مسلم شریف کتنی تراویح کو مسنون فرماتے ہیں۔ (نیز حرمین شریفین میں کیا معمول ہے)

نوٹ: ان سوالات کے جوابات میں آپ کو اختیار ہے خواہ آپ تنہا لکھیں یا دوسرے غیر مقلد مولویوں کی مدد مانگ کر لکھیں مگر جواب پر آپ کے دستخط ہونا ضروری ہے اور باقی غیر مستند مولویوں کے دستخط کرانے نہ کرانے کا آپکو اختیار ہے اگر آپ نے ان سوالات کے جوابات انصاف سے دیئے تو عدد تراویح کے مسئلہ میں غیر مقلدوں پر بھی حق ظاہر ہو جائے گا اور غیر مقلدوں کی ساری شورش کی قلعی کھل جائے گی۔

اقوالِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

- ☆ موت سے محبت کرو زندگی عطا کی جائے گی
- ☆ مصیبت کی جڑ اور بنیاد انسان کی گفتگو ہے
- ☆ زبان کو شکوہ سے روک، خوشی کی زندگی عطا ہوگی
- ☆ اس زبان نے ہمیں ہلاکت کے مقامات پر ڈالا ہے
- ☆ شرم مردوں سے خوب ہے مگر عورتوں سے خوب تر
- ☆ پاک نفس آدمی شہرت میں عورتوں سے زیادہ شرماتا ہے
- ☆ شہوت کے سبب سے بادشاہ غلام بن جاتے ہیں
- ☆ اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہا جائے۔
- ☆ شریف آدمی علم کی دولت حاصل کر کے متواضع ہو جاتا ہے اور شریر متکبر ہو جاتا ہے۔
- ☆ ماں باپ کی خوشنودی دنیا میں موجب دولت اور عاقبت میں باعث نجات ہے۔
- ☆ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور فرعون اور قارون کی میراث مال ہے۔
- ☆ کفار سے جہاد، جہاد اصغر ہے اور نفس سے جہاد، جہاد اکبر ہے۔
- ☆ بری صحبت سے تنہائی اور تنہائی سے علماء کی صحبت بدرجہا اکبر ہے۔
- ☆ مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔
- ☆ بخشش کرنا امیر سے خوب ہے اور غریب سے خوب تر
- ☆ گناہ جواں کا بھی اگرچہ بد ہے لیکن بوڑھے کا بدتر ہے
- ☆ اس دن پر رو جو تیری عمر کا گذر گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔
- ☆ عاجز ترین وہ شخص ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو اور اگر بہم پہنچے تو معمولی ملال سے اس کو چھوڑ دے
- ☆ میری نصیحت قبول کرنے والا دل موت سے کسی کو زیادہ کسی کو محبوب نہ رکھے۔

لشکر طیبہ کا اصل چہرہ

مولانا محمد صدیق ضیاء

جہاد کشمیر کا ڈھنڈورا پیٹ کر وطن عزیز پاکستان کے قریہ قریہ اور شہر شہر سے چندہ بٹورنے والی تفرقہ پرداز اور نام نہاد جہادی تنظیم "لشکر طیبہ" اپنے مخصوص افکار و نظریات کے ذریعے اسلامی عقائد کا مذاق اڑاتی اور افتراق و انتشار کے بیج بوکر قومی اتحاد و یکجہتی کو پارہ پارہ کرنا چاہتی ہے۔ ذیل میں اس تنظیم کے ترجمان ماہنامہ مجلۃ الدعوۃ لاہور کے چند دلآزار اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔ اس کے مذموم عزائم کا نوٹس لے کر اس تنظیم پر پابندی لگائی جائے اور "الدعوۃ" کی ضبطی کا پروانہ جاری کیا جائے۔

☆ **"لشکر طیبہ" کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں:** الدعوۃ مارچ ۱۹۹۸ء ص ۳ "اہل بدعت کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے" الدعوۃ جون ۲۰۰۱ء ص ۱۸ "قرآن و حدیث میں وجود کی فلاسفہ والی بحثیں نہیں ملتیں۔ کہیں نہیں کہا گیا کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ یہ بحثیں عقل اور منطق کے زور پر باتیں کرنے والوں نے نکالی"

☆ **ارشاد باری تعالیٰ "فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا"** (النازعات ۵) کا صریح مذاق) الدعوۃ نومبر ۲۰۰۰ء ص ۳۲ "نظام کائنات کی تدبیر کے معاملے میں دوسرا گمراہ کن نظریہ اختیار کیا گیا کہ اللہ نے ایک بار یہ ساری کائنات اور سارا طے شدہ نظام بنا دیا۔ اس کے بعد اب جو بھی اس میں ہر وقت اور ہر آن تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں تو یہ تبدیلیاں اللہ کی طرف سے نہیں۔ اب اس نظام میں تبدیلیوں اور تصرف کا اختیار اللہ نے دوسروں کو سونپ دیا ہے۔ تصرف کی کچھ قوتیں فرشتوں کو دے دی ہیں کہ فلاں فرشتہ جب چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور فلاں فرشتہ فلاں تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہے اس طرح بعض تصرفات اور امور کائنات کا کچھ انتظام و انصرام کرنے کا اختیار اللہ نے اپنے بعض منتخب اور محبوب بندوں کو دے رکھا ہے۔ گویا یہ تو مانا گیا کہ کائنات کا نظام اللہ نے پیدا کیا اور یہ خود بخود بھی نہیں چل رہا لیکن اس کائنات کو چلانے اور اس کی تدبیر کرنے کے اختیارات اللہ کی بجائے دوسروں کو سونپ دیئے گئے۔ یہ عقیدہ سراسر ہندوؤں اور مشرکوں سے لیا ہوا ہے"

☆ **بغض رسول ملاحظہ ہو:** الدعوۃ ستمبر 1991 ص ۴۹۔۵۰ "جس قوم نے کچھ نہ کرنا ہو وہ اپنے چند بڑوں کی پیدائش اور وفات کے یوم منانا شروع کر دیتی ہے ایام پرستی اور شخصیت پرستی مردہ قوموں کا شعار تو ہو سکتا ہے کسی زندہ قوم کے شایان شان نہیں۔ مسلمانوں میں شخصیت پرستی اور مردہ پرستی نے جوں ہی رواج پایا اور مسلمان بغیر کچھ کئے اپنے حال پر محض اپنے اسلاف کے ماضی کے کارناموں کی بنا پر ہی فخر کرنے لگے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں تو غلو کرتے کرتے انہیں جسمانی طور پر مٹی سے بنے ہوئے انسان کی بجائے اللہ کا نور ثابت کر چکے ہیں۔ یہ اسی حالت مبالغہ آرائی کی روش کا شاخسانہ تھا کہ عیسائیوں کے کرسمس کی تقلید میں اس اُمت نے بھی آپ (ﷺ) کا یوم میلاد منانا شروع کیا۔

☆ **بغض اولیاء اور بابا فرید الدین گنج شکر کی شان میں شدید ترین گستاخی:** (الدعوۃ ستمبر 1991 ص ۱۲۶۔۲۹) "بابا فرید کی قبر جس گنبد میں ہے اس کے دو دروازے ہیں ایک دروازے کو جنت کا دروازہ کہا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول (ﷺ) کی طرف نسبت کر کے یہ کہنا کہ آپ (ﷺ) نے یہ اس درباری دروازے کو باب بہشت کہا ہے۔ جب کہ اللہ کے رسول (ﷺ) کی نظر میں یہ دربار جہنم کے دہکتے ہوئے انگارے سے بھی بڑھ کر ہے۔ ذرا انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے۔ کہ یہ فریدی دروازہ جنت کا دروازہ ہے یا جہنم کا۔ کوئی بیشک اسے جنت کا دروازہ کہتا رہے مگر اللہ کے رسول (ﷺ) کے فرمان کے مطابق یہ جہنم کا دروازہ ہے" (رسول ﷺ کا یہ فرمان کہاں لکھا گیا ہے؟)

الدعوۃ مئی ۲۰۰۱ء ص ۳۰۔۳۲ "گذشتہ ماہ پاکپتن میں "بہشتی دروازے پر اچانک بھگدڑ مچ جانے سے 60 افراد ہلاک ہوگئے سوچنے یہ جنتی دروازہ ہے یا خونی دروازہ اس بہشتی دروازے کے جہنمی ہونے کے لیے تو یہی بات کافی ہے کہ اس سے گزرنے والے بہشتیوں کے ساتھ وہی سلوک روا تھا جو قیامت کے دن جہنمیوں کے ساتھ روا ہوگا" کیا یہ لوگ چند سال پہلے منیٰ میں لگنے والی آگ اور جلنے والے بیسیوں حجاج کرام کے بارے میں بھی ایسا ہی سوچتے ہیں؟ کیا منیٰ جہنم کا میدان ہے؟

صوفیانہ نظریات ''وحدۃ الوجود''، اور وحدۃ الشہود کے خلاف بکواس: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو مخالف کتاب وسنت قرار دے دیا۔ الدعوۃ نومبر ۱۹۹۷ص ۱۵ ''وحدۃ الوجود'' کے گند اور غلاظت کے پیش نظر سرہند کے ایک بزرگ جناب مجدد الف ثانی نے 'وحدۃ الوجود' کے مقابلے میں ایک نیا صوفیانہ فلسفہ ''وحدۃ الشہود'' ایجاد کیا۔ تو یہ بھی ایک بزرگ کی ایجاد ہے کتاب وسنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور حلول وغیرہ سب غیر اسلامی اور صوفیانہ فلسفے ہیں'

دعوت فکر! قارئین ملاحظہ کیجیے، برصغیر پاک وہند میں اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے والے سب بزرگ مشرک، بدعتی اور خلاف کتاب وسنت تھے جب کہ یہ ننگے سر پھرنے والے، زبان دراز ''مجاہد'' کتاب وسنت کی خدمت کر رہے ہیں؟ لگتا ہے یہ شرپسند عناصر غیر مقلدین کے مسلمہ بزرگوں کو بھی کچھ نہیں مانتے، اب آپ فیصلہ خود فرمائیں اس جہاد کی آڑ میں کیسے کیسے فساد سامنے آرہے ہیں،

☆☆☆☆☆

قادیانیت

غیر مُسلم کیلئے ایک

چیلنج

(جناب محمد طاہر رزاق)

اے افراد ملت اسلامیہ۔ آج ہمارے ملک پاکستان میں ہر ہر محلے میں مسجد ہے...... دینی ادارے ہیں...... مذہبی جماعتیں ہیں...... رفاعی تنظیمیں ہیں...... اسلامی عسکری پارٹیاں ہیں...... اسلامک یوتھ فورسز ہیں...... اسلامی طلبہ تنظیمیں ہیں...... حمد یہ نعتیہ بزمیں ہیں...... مذہبی رسائل ہیں...... اسلامی صحافت کے علمبردار جرائد ہیں...... مذہبی اشاعتی ادارے ہیں...... اسلامک ریسرچ سنٹر ہیں...... لیکن دینی اداروں کے اس ہجوم میں قادیانی بڑے آرام وسکون سے رہ رہے ہیں...... اور اپنے ارتدادی مشن میں پوری قوتوں سے سرگرم ہیں...... اسلام کے متوازی ایک نئی نبوت اور نیا دین لا کر اسلام کی روح ''عقیدہ ختم نبوت'' پر حملہ آور ہیں اور اپنی مکاری سے مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں...... لیکن یہ مذہبی طبقہ ان کا راستہ نہیں روکتا...... ان کے ایمان شکن اور اسلام سوز عقائد کا محاسبہ نہیں کرتا...... اور اگر کہیں قادیانیت کے دام تزویر میں پھنس کر کوئی مسلمان قادیانی ہو جائے تو اس سے صرف نظر کرتا ہے۔ اگر صرف پاکستانی مذہبی طبقہ قادیانیوں کی سرکوبی کے لیے صرف ایک ہفتہ وقف کر دے تو پاکستان میں قادیانی نام کی کوئی خباثت ڈھونڈے سے بھی نہ ملے...... اور پاکستان قادیانیت کی نحوست سے پاک ہو جائے۔ لیکن یہ مذہبی طبقہ ایسا کیوں نہیں کرتا؟

شاید وہ قادیانیت کو برائی نہیں سمجھتا؟...... شاید وہ قادیانیوں کی ہلاکت خیزیوں اور شرانگیزیوں سے واقف نہیں؟...... شاید وہ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور نزاکت سے آشنا نہیں؟...... شاید حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا جذباتی تعلق نہیں؟ کچھ بھی ہو...... دنیا اور آخرت کے محاسبے سے ہماری جان نہیں

سموئتی....... کیونکہ حق کو نہ جاننا بھی جرم ہے........ حق کو نہ ماننا بھی جرم ہے........ حق کی حفاظت نہ کرنا بھی جرم ہے........ تو آیئے سوچئے........ہم کتنے بڑے مجرم ہیں........ تحفظ ختم نبوت سے ہماری بے اعتنائی........ تحفظ ختم نبوت سے ہماری لاپروائی........ تحفظ ختم نبوت سے ہماری بے رخی........ تحفظ ختم نبوت سے ہماری چشم پوشی........ تحفظ ختم نبوت سے ہماری عدم دلچسپی........ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو کتنا تڑپا رہی ہے........ کتنا رلا رہی ہے........ کتنی اذیت پہنچا رہی ہے؟ راقم السطور اپنے تجربے کی بنیاد پر بڑے وثوق سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں قادیانیت صرف اس لیے زندہ ہے........ کہ مسلمان نہیں جانتا کہ: قادیانیت اسلام کے خلاف کس ہولناک سازش کا نام ہے؟........ قادیانیت اسلام کو ملیا میٹ کرنے کے لیے کس طرح مچل رہی ہے؟........ قادیانیت اپنے دودھاری خنجر سے کس طرح مسلمانوں کے ایمانوں کی شہ رگ کاٹ رہی ہے؟........ قادیانیت رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں کیا کیا ہذیان بک رہی ہے؟........ قادیانی نبوت پوری دنیا میں محمدیؐ نبوت کے مقابلہ میں کس طرح متعارف کرائی جا رہی ہے؟........ قادیانیت اسلامی شعائر کو کس طرح کچل کر رہی ہے؟ اور پھر راقم نے اپنے تجربے کی آنکھوں سے یہ بھی دیکھا کہ جس ایک مسلمان قادیانیت کے کفر کو جانچ گیا........ قادیانی عقائد ونظریات سے واقف ہو گیا........ تو پھر........ ایک وقت تھا جب وہ قادیانی سے ہاتھ ملاتا تھا اب وہ قادیانی سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے تیار ہے........ ایک وقت وہ تھا جب وہ اپنے قادیانی دوست کو دیکھ کر خوشی سے اس کی آنکھوں میں چمک آجاتی تھی۔ لیکن اب اس کی آنکھوں میں غیرت کی سرخی آجاتی ہے........ ایک وقت تھا جب وہ قادیانی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالیتا تھا' لیکن آج قادیانی کو دیکھ کر اسے متلی ہونے لگتی ہے........ ایک وقت تھا جب وہ قادیانی سے گلے ملتا تھا' لیکن اب وہ قادیانی کا گلا دبانے کے لیے بے تاب ہے........ ایک وقت وہ تھا جب وہ قادیانی کا منہ چومتا تھا' لیکن اب وہ قادیانی کے منہ پر تھوکتا ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے:

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی مسلمانو۔

ختم نبوت دین کی اساس ہے........ ختم نبوت دین کی روح ہے........ ختم نبوت دین کی آبرو ہے........ مسلمانو جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے........وہ کلمہ طیبہ کی حفاظت کرتا ہے........ وہ اللہ کی توحید کی حفاظت کرتا ہے........ وہ اللہ کے قرآن کی حفاظت کرتا ہے........ وہ ناموس رسالت کی حفاظت کرتا ہے........ وہ انبیائے سابقین کی صداقت کی حفاظت کرتا ہے........ وہ فرشتہ وحی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے امین ہونے کی حفاظت کرتا ہے........ وہ احادیث رسول ﷺ کی حفاظت کرتا ہے........ وہ مکہ مکرمہ کی حرمت کی حفاظت کرتا ہے........ وہ مدینہ منورہ کی عصمت کی حفاظت کرتا ہے........ وہ حج بیت اللہ کی عظمت کی حفاظت کرتا ہے........ وہ روضہ رسول ﷺ کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے........ وہ صحابہ کرامؓ کی عزتوں کی حفاظت کرتا ہے........ وہ اہل بیت کے تقدس کی حفاظت کرتا ہے........ وہ ملت اسلامیہ کے ایمان کا چوکیدار ہے........ وہ وحدت امت کا نقیب ہے........ وہ اسلامی فکر جہاد کا علمبردار ہے........ وہ پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کا محافظ ہے........ وہ وطن عزیز کے خلاف سازشیں کرنے والے غداروں کے لیے مجاہد کبیر ہے........ وہ یہود و نصاریٰ کی خطرناک چالوں کو ناکام بنانے والا بیدار مغز سپاہی ہے........ اور جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام نہیں کرتا........ وہ ان تمام اسلامی عظمتوں سے پہلو تہی کرتا ہے........ منہ موڑتا ہے........ بے غیرتی کا مظاہرہ کرتا ہے........ کیونکہ یہی وقت کی آواز ہے........ یہی اسلام کی صدا ہے........ یہی عشق رسول ﷺ کی دلیل ہے........ اور یہی شفاعت رسول ﷺ کا ذریعہ ہے........ تو آیئے........ اسلام کی اس صدا پر........ جہاد کی اس پکار پر لبیک لبیک کہتے ہوئے گلی گلی' کوچہ کوچہ' قریہ قریہ' بستی بستی' گاؤں گاؤں' شہر شہر اور ملک ملک تحفظ ختم نبوت کی روشنی بکھیر دیں۔

صدائے حق کی جرات سے تو زندہ کر زمانے کو
کہ تیرے ساتھ دنیا میں ہزاروں دل دھڑکتے ہیں

اے افراد ملت اسلامیہ۔اٹھو۔اللہ کے لیے.........اللہ کے رسول ﷺ کے لیے.........اللہ کے دین کے لیے......جاگو.........اور جگاؤ.........اور قادیانیوں سے برسرِ پیکار ہو جاؤ۔

اے میرے مسلمان بھائیو حضور سرور عالم ﷺ کا ایک فرمان خصوصی توجہ سے سنئے۔ ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا'' جو لوگ منکر کو دیکھیں اور بدلنے کی کوشش نہ کریں تو بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ برائی کرنے والوں اور اس کے دیکھنے والوں کو ایک عذاب میں لپیٹ لے''۔

مسلمانو اس وقت روئے زمین پر قادیانیت سے بڑھ کر برائی کیا ہو گی.........اور اس برائی کو دیکھ کر خاموش رہنے والے لوگوں سے بڑھ کر مجرم کون ہوں گے.........آؤ جلدی سے اپنی شناخت پریڈ کرتے ہیں.........مبادا کہیں اللہ کے عذاب کی بجلیاں کڑک پڑیں.........کہیں اللہ کے عذاب کے بادل شعلوں کی بارش برسا دیں۔کہیں فرشتے زمین کے اس ٹکڑے کو اٹھا کر آسمان پر لے جائیں اور پھر اسے نیچے پٹخ دیں.........جلدی کیجیے.........جلدی کیجیے۔

چوکھٹے قبروں کے خالی ہیں انہیں مت بھولو
جانے کب کون سی تصویر سجا دی جائے

امام کے پیچھے قرات

غلام مصطفٰے مجددی ایم اے

نماز میں امام کے پیچھے قرات کرنا صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک اُمت محمدیہ کی غالب ترین اکثریت کے نزدیک درست نہیں۔ کیونکہ یہی قرآن وحدیث کا حکم ہے۔ اور یہی خلفائے راشدین اور دیگر صحابہؓ وتابعین کا معمول ہے۔ دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) قرآن پاک: ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اذا قُرِیٔ القرآن فاستمعوا لہ، وانصتو العلکم ترحمون ۔ جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو قرآت خلف الامام کو اس حکم مطلق سے خارج کرتا ہو۔ یا کوئی اور ایسی آیت اور مرفوع ومتواتر حدیث نہیں جو قرآن کے اس حکم مطلق کو مخصوص کر رہی ہو کہ نماز میں جائز ہے کہ قرات کو نہ سنا جائے بلکہ اپنا الگ پروگرام تشکیل دیا جائے۔ سچی بات ہے کہ قرآن پاک کے ہوتے ہوئے بھی آدمی مطمئن نہ ہو۔ اور دعویٰ کرے کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں۔ قرآن پر عمل کرتے ہیں تو یہ کتنی شرمناک بات ہے۔ بہر حال مزید تسلی وتشفی کے لیے حضور فخر کائنات ﷺ کی احادیث مبارکہ بھی پیش کی جاتی ہیں۔ شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

(۲) حدیث پاک: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا صلّیتم فاقیموا صفو فکم ثم لیئو مّکم، احدکم فاذا کبّر فلبّروا ذا قرا فا نصتوا جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفیں سیدھی رکھو، پھر تم میں کوئی امام بنے تو جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو، جب وہ قرات کرے تو تم چپ رہو (مسلم شریف جلد ۱)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من صلّی خلف الامام فانّ قِرَاءَ ۃَ الامام لہ قِرَاءَ ۃٌ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔ (موطا امام محمد ص ۹۹) حضرت محمد بن منیع اور امام ابن ہمام نے فرمایا کہ اس روایت کی اسناد بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انما جعل الامام لیوتّم بہ فاذا قَرَاءُ فَانصِتُوا ۔ امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو، وہ قرات کرے تو تم خاموش ہو جاؤ (طحاوی ص ۱۰۲) نسائی جلد ۱ ص ۱۰۷، مصنف ابن شیبہ جلد ۱ ص ۳۷۷)

☆ ابو بکر نے سلیمان سے پوچھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کیسی ہے کہ امام قرات کرے تو تم خاموش رہو" انہوں نے فرمایا صحیح ہے، (مسلم جلد ۱ ص ۱۷۵)

یاد رہے کہ مسلم شریف صحاح ستہ میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اسی کی روایت پر ہی اعتماد کر لیا جائے۔ پھر احناف کرام کا عمل تو ان احادیث رسول پر ہے جو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اُن تک پہنچیں جن کے ضعف کا گمان بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کیوں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ خود تابعی ہیں۔ وہ صحابہ کرام سے روایت لیتے ہیں یا تابعین عظام سے۔ ان طبقوں کی ثقاہت کا اعلان قرآن نے بھی کیا اور مصطفیٰ کریم ﷺ کے فرمان نے بھی کیا۔ پھر امام اعظم کے شاگردوں اور اُن سے ان کے شاگردوں نے ان احادیث کو روایت کیا۔ جو سب کے سب ثقہ اور صدوق وعدول تھے۔ کسی پر بھی کوئی جرح جائز نہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا انما الامام لیو تم بہ فاذا کبر فکبرو اذا قراء فانصتو بے شک امام ہوتا ہی اس لئے ہے اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ قرأت کرے تم خاموش ہو جاو (نسائی جلد ۱ ص ۱۰۷) (مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۶)

☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے خطبنا رسول اللّٰہ ﷺ فعلمنا سنتنا و بین لنا صلوتنا فقال اذا کبر الامام فکبروا واذا قراء فانصتوا ۔ حضور ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا ہمیں سنت اور نماز کی تعلیم دی اور فرمایا جب امام تکبیر کہے تم تکبیر کہو، اور وہ قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ (صحیح ابی عوانہ جلد ۲ ص ۱۳۳) انہی سے روایت ہے

کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اذا قرا الامام فانصتوا۔ (ابن ماجہ ص ۶۱)

☆ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ، سے بھی مروی ہے (کتاب القراۃ بیہقی ص ۱۱۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن ایک شخص نے ظہر کی نماز میں آپ کے ساتھ اپنے دل ہی دل میں قرات کی۔ حضور ﷺ نے نماز پوری کر کے فرمایا "تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرات کی" آپ نے تین دفعہ یہ سوال پوچھا۔ ایک آدمی کہنے لگا، ہاں یارسول اللہ ﷺ میں نے سبح اسم ربک لاعلی کی تلاوت کی۔ آپ نے فرمایا مالی انازع القرآن امایکفی احدکم قراۃ امامہ انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا قرا فانصتوا۔ میرے ساتھ کیوں قرآن میں جھگڑا جاتا ہے۔ کیا تمھیں امام کا پڑھنا کافی نہیں۔ امام تو ہوتا ہی اس لیے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو (کتاب القراۃ ص ۱۱۴)

☆ اسی مضمون کی ایک روایت حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ وہ نماز جہری تھی۔ کسی شخص نے آپ کے ساتھ قرآن میں منازعت کی۔ آپ نے فرمایا اسی لیے میں کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ کیوں منازعت کی جارہی ہے۔ اس ارشاد کے بعد جن نمازوں میں آپ جہر سے تلاوت کرتے، لوگوں نے آپ کے پیچھے تلاوت چھوڑ دی (موطا امام مالک ص ۴۹) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے امام کے پیچھے قرآت وتلاوت سے روک دیا ہے۔ نیز انسان کے دل کی بات بھی حضور ﷺ کی نگاہ رسالت سے پوشیدہ نہیں۔

☆ اسی طرح کی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ نے بھی فرمائی۔ (ابن ماجہ ص ۶۱)

دیگر صحابہ کا حکم:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، نے فرمایا مجھے درخت کے جلتے کوئلے منہ میں رکھنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں امام کے پیچھے قرات کروں (موطا محمد ص ۹۸) فرمایا، امام کے پیچھے قرات کرنے والے کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے

☆ اس ارشاد کے بعد جن نمازوں میں اونچی قرات کرتے تھے۔ صحابہ نے آپ کے پیچھے قرات چھوڑ دی (ترمذی جلد ۱ ص ۷۱) ابوداود جلد ۱ ص ۱۲۰ نسائی جلد ۱)

☆ امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین کی روایت نقل فرمائی حضور ﷺ نے ایک شخص کی قرات پر فرمایا قد ظننت ان بعضکم خالجنیھا۔ مجھے خیال ہوا کہ تم میں سے کوئی آدمی مجھے پریشان کر رہا ہے (جلد ۱ ص ۱۷۲) نسائی جلد ۱ ص ۱۰۴)

☆ امام احمد بن حنبل نے اسی طرح کی روایت حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فانتھی الناس عن القراۃ معہ حین قال ذالک لوگوں نے آپ کے پیچھے قرات چھوڑ دی (مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۵)

☆ امام بیہقی نے اسی طرح کی روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (کتاب القراۃ ص ۱۲۵)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ لوگ حضور ﷺ کے پیچھے قرأت کر رہے تھے کہ حضور نے فرمایا خلطتم علی القران تم نے مجھ پر قرآن کو الجھا دیا (طحاوی جلد ۱ ص ۱۴۹)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کل من کان لہ امام فقراءتہ، لہ قراۃ جس نے بھی امام کی اقتدا کی، امام کی قرات ہی اس مقتدی کی قرات ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۳۷۷) امام محمد ص ۹۵، فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۹۵، کتاب القراۃ ص ۱۳۷)

حضرت عبداللہ بن شداد نے عصر کی نماز کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا کہ جس نے امام کی اقتدا کی، سو امام کی قرات اس کی قرات ہے (موطا امام محمد ص ۹۸)

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ما اری الامام اذا ام القوم الا کفاھم میں تو یہی دیکھتا ہوں کہ امام کی قرات مقتدیوں کے لیے کافی ہے (دار قطنی جلد ۱ ص ۳۳۲)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا یکفیک قرأۃ الامام خافت او جھر ۔تمہیں امام کی قرات کافی ہے۔ وہ خفیہ کرے یا علانیہ کرے (دار قطنی جلد ۱ ص ۳۳۱)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے صحابہ سے فرمایا فلا تفعلوا ۔یعنی امام کے پیچھے قرات نہ کرو۔ (طحاوی جلد ۱ ص ۱۵۰، کتاب القراۃ ص ۱۵۱)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے نماز کی کسی رکعت میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوگی مگر امام کے پیچھے (نہ پڑھی تو ہوگی اس لیے کہ امام کا پڑھنا مقتدی کو کافی ہے) مصنف عبدالرزاق جلد ۱ ص ۱۲۰)

یاد رہے کہ امام عبدالرزاق حضرت امام بخاری کے اُستاد ہیں اور اُمت کے جلیل القدر محدث ہیں انہوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے علم حدیث حاصل کیا۔

☆ یہی الفاظ بیہقی نے بھی نقل فرمائے ۔کل صلاۃ لا یقرا فیھا بفاتحہ الکتاب فلاصلوۃ له الا وراء الا مام (کتاب القراۃ ص ۱۷۳)

☆ حضرت بلالؓ سے مروی ہے کہ امرنی رسول اللہ ﷺ ان لا اقرا خلف الا مام ۔حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ امام کے پیچھے قرات نہ کرنا (ایضا)

لا صلوۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب ۔اس کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی، حضرت سفیان نے فرمایا لمن یصلی وحدہ یہ فرمان اس کے لیے ہے جو تنہا نماز پڑھ رہا ہو (ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۱۹) امام ترمذی نے امام احمد کا بھی یہی قول نقل فرمایا اذا کان وحدہ' جب وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو (ترمذی جلد ۱ ص ۷۱)

خلفائے راشدین کا حکم: ان رسول اللہ ﷺ و ابوبکر و عمر و عثمان کانو اینھون عن القراۃ خلف الامام بے شک حضور ﷺ ،ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرات کرنے سے منع کرتے تھے (مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۱۳۱)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے قرات کرے اس کے منہ میں پتھر ڈال دو۔ (موطا امام محمد ص ۹۸)

☆ امام کے پیچھے قرات نہ کرو، وہ اونچی پڑھے یا آہستہ (کتاب القراۃ ص ۱۸۲)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے امام کے پیچھے قرات کی اس نے فطرت کو گنوا دیا۔ (دار قطنی جلد ۱ ص ۳۳۲)

☆ جس نے امام کے پیچھے قرات کی اُس کی نماز نہ ہوئی (مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۱۳۱)

☆ جس نے امام کے پیچھے قرات کی وہ فطرت پر نہیں (طحاوی جلد ۱ ص ۱۵۰)

دیگر صحابہ کا حکم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، نے فرمایا مجھے درخت کے جلتے کوئلے منہ میں رکھنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں امام کے پیچھے قرات کروں (موطا محمد ص ۹۸) فرمایا.. امام کے پیچھے قرات کرنے والے کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے (طحاوی جلد ۱ ص ۱۵۰)

☆ حضرت نافع رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ کان عبداللہ بن عمر لا یقرأ خلف الامام ،یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے تھے (موطا امام مالک ص ۶۸)

☆ انہی سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، نے فرمایا من صلی خلف الامام کفته قراته جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی اس کے لیے امام کی قرات ہی کافی ہے (موطا امام محمد ص ۹۴) مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۱۴۰، کتاب القراۃ ص ۱۸۲، طحاوی جلد ۱ ص ۱۵۰)

☆ حضرت عطا رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، نے فرمایا لا قرأۃ مع الامام فی شیء ،امام کے ساتھ کسی نماز میں کوئی قرات

نہیں (مسلم جلد اص ۲۱۵، نسائی جلد اص ۱۱۱)

☆ انہی سے ہے کہ من قرا خلف الامام فلاصلوٰ قلہ، جس نے امام کے پیچھے قرات کی اس کی کوئی نماز نہیں۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۱۳۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد اص ۳۷۶ کتاب القراۃ ص ۱۸۵)

☆ حضرت فرامدنی سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، نے فرمایا و ددت ان الذی یقرا خلف الام فی فیہ جمرۃ، میں چاہتا ہوں کہ جو آدمی امام کے پیچھے قرات کرے اس کے منہ میں انگارہ ہو (موطا امام محمد ص ۹۸)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے جید صحابہ کرام حضرات ابو دردا، حضرت جابر بن عبداللہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بڑے سخت انداز سے منع کیا ہے کہ امام کے پیچھے قرات نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ میرا بس چلے تو ان کی زبانیں کھینچ لوں جو ظہر اور عصر میں (امام کے پیچھے) قرات کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے قرات کی، تو آپ کی قرات ہماری قرات تھی۔ آپ کا سکوت ہمارا سکوت تھا (طحاوی جلد اص ۱۴۱)

پھر حضرت علقمہ بن قیس، حضرت عمرہ بن میمون، حضرت ابراھیم نخعی حضرت اسود بن یزید، حضرت سوید بن غفلہ، حضرت سعید بن مسیب حضرت سعید بن جبیر، حضرت محمد بن سیرین، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ جیسے تابعین کا بھی یہی فرمان ہے کہ امام کے پیچھے کوئی قرات نہیں۔ پھر ان لوگوں کے ہزاروں شاگرد جو علمی وفکری حوالوں سے اسلام کا عظیم سرمایہ ہیں۔ ان کے مقلدین جن میں ہزاروں اولیا کرام، علماعظام، اور کروڑوں عوام المسلمین سب کا یہی طریقہ ہے۔ امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام زہری، سفیان ثوری جیسے ائمہ دین بھی اسی کے قائل ہیں (مغنی ابن قدامہ جلد اص ۵۶۶)

خلفائے راشدین کا حکم:

ان رسول اللہ ﷺ و ابوبکر و عمر و عثمان کانو اینھون عن القراۃ خلف الامام بے شک حضور ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرات کرنے سے منع کرتے تھے (مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۱۳۱)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے قرات کرے اس کے منہ میں پتھر ڈال دو۔ (موطا امام محمد ص ۹۸)

☆ امام کے پیچھے قرات نہ کرو، وہ اونچی پڑھے یا آہستہ (کتاب القراۃ ص ۱۸۴)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے امام کے پیچھے قرات کی اس نے فطرت کو کھو دیا۔ (دار قطنی جلد اص ۳۳۲)

☆ جس نے امام کے پیچھے قرات کی اُس کی نماز نہ ہوئی (مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۱۳۱)

☆ جس نے امام کے پیچھے قرات کی وہ فطرت پر نہیں (طحاوی جلد اص ۱۵۰)

غیر مقلدین کے ممدوح علامہ ابن تیمیہ نے بھی لکھا ہے کہ الذین ینھون القرأۃ خلف الامام جمھور السلف و الخلف و معھم الکتاب و السنت الصحیحۃ و الذین اجبوھا علی الماموم فحریثھم ضعفہ الائمۃ، جو لوگ امام کے پیچھے قرات کرنے سے روکتے ہیں وہ جمہور سلف وخلف ہیں اور ان کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت ہے۔ اور جو لوگ امام کے پیچھے قرات کو واجب کہتے ہیں ان کی حدیث کو ائمہ نے ضعیف کہا ہے (تنوع العبادات ص ۸۶)

اب غیر مقلدین جو نام نہاد اہل حدیث ہیں ان کے نزدیک رسول ﷺ کے ارشادات، صحابہ کرام کے احکام اور تابعین کے فرمان کی کیا حیثیت ہوگی، کیا ان عظیم لوگوں کی نمازیں باطل ہوتی رہیں اور نماز کا صحیح طریقہ ان علم وعقل کے دشمنوں کو نصیب ہوا۔ پھر اس پر متعدد احادیث وآثار گواہی دیتے ہیں جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔ ایسی صورت میں مقتدی کی قرات کا کیا بنے گا یہ اشکال مدت سے ان ظاہر پرستوں پر قرض چلا آرہا ہے۔

سید ہاشم رفاعی نعرہ مستانہ

تلخیص
غلام مصطفیٰ مجددی
ایم اے

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت شیخ الاسلام خواجہ سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ القوی کی نسل مبارک سے ایک عظیم مفکر اسلام حضرت شیخ سید ہاشم رفاعی دامت برکاتہم نے آل سعود اور اُس کے پروردہ نجدی علماء کے دل و دماغ پر دستک دی ہے۔ جو آمرانہ قیادت کے سامنے کلمہ حق بیان کرنے کی عمدہ مثال ہے۔ آپ نے جو پیغام لکھا ہے اس سے آپ کی حق گوئی و بے باکی تو ظاہر ہے لیکن ساتھ ہی اُس کرب کا انداز بھی ہوتا ہے جو ملت اسلامیہ پر ہونے والے "مذہبی جبر و استحصال" کی وجہ آپ کو بے تاب رکھتا ہے اس وقت میرے سامنے آپ کی کتاب "علمائے نجد کے نام اہم پیغام" کھلی ہوئی ہے۔ اُس کے موضوعات و اقتباسات پر نظر دوڑایئے اور غور کیجیے۔

موضوعات

۱۔ توحید پرستوں پر (مشرک کی) تہمت ہرگز روا نہیں۔
۲۔ خدارا تقلید کی مخالفت ترک کردو۔
۳۔ مسلمانوں کی تکفیر سے باز رہو۔
۴۔ مخصوص ذہنیت کے مولویوں کو مسلط نہ کرو۔
۵۔ حدیث کے غلط مفہوم سے بچو۔
۶۔ بعد از نماز عشاء مسجد نبوی کو بند کرنا ترک کردو۔
۷۔ نجد کی بجائے حجازی لہجے میں اذان جاری کرو۔
۸۔ حرمین شریفین میں عالم اسلام کے معتمد علما کو وعظ کی اجازت ہونی چاہیے۔
۹۔ مکہ و مدینہ میں کسی بھی مسلمان کی تدفین کو مت روکو۔
۱۰۔ بارگاہ نبوی میں خواتین کی حاضری پر پابندی کیوں۔
۱۱۔ مواجہ شریف کی طرف پشت کیے بے ادب شرطے فوراً ہٹاؤ۔
۱۲۔ خواتین پر جنت البقیع کی زیارت کی خودساختہ پابندی ختم کرو۔
۱۳۔ مشاہیر اُمت کی قبور کو شہید کرنے کی جسارت کیوں۔
۱۴۔ توسل زیارت اور میلاد کے قائلین کو سزائیں دینا کہاں کا انصاف ہے۔
۱۵۔ کتب درود و سلام (مجموعہ دلائل الخیرات) پر پابندی کیوں؟
۱۶۔ غیر شرعی مجالس پر پابندی کیوں نہیں۔
۱۷۔ اپنی رائے دوسروں پر کیوں مسلط کرتے ہو۔
۱۸ کیا علمائے حجاز و احساء کا کوئی حق نہیں؟
۱۹۔ آثار نبوی کو مٹانے کی بجائے پورا تحفظ دو۔
۲۰۔ ناصر البانی جیسے ضدی کو شاہ فیصل کی طرح تم بھی دربدر کرو۔
۲۱۔ اپنے پالتو گستاخ اولیاء عبدالرحمان عبدالخالق کی رسی سخت کرو۔
۲۲۔ مسجد نبوی سے رنگ و روغن کے موقع پر نعتیہ اشعار مت مٹاؤ۔
۲۳۔ تم نے حضور ﷺ کے روضہ اطہر کو مسجد نبوی سے خارج کرنے کا مطالبہ اور گنبد شریف کو بدعت کہنے والے منحوس کو اعزاز اور ڈگری کیوں دی؟۔
۲۴۔ شہر نبی کو مدینہ منورہ کیوں نہیں مانتے؟
۲۵۔ کیا تمہارے نزدیک مسجد نبوی حرم نہیں؟
۲۶۔ اکابرین کی کتب میں علمی خیانت اور تحریف بند کی جائے۔
۲۷۔ حذف و تحریف کے چند مقامات ملاحظہ بھی کرلو۔
۲۸۔ خواتین اور محارم۔
۲۹۔ حرم میں گرفتاری۔
۳۰۔ بقیع کو مقفل کرنا (بدعت ہے)
۳۱۔ سیدہ (خدیجہ) کے مکان کی جگہ بیت الخلاء
۳۲۔ تم نے ولادت نبوی کی جگہ منہدم کرکے چوپائے باندھے۔
۳۳۔ کیا تم مجتہد مطلق کا مقام رکھتے ہو۔
۳۴۔ اکابر پر حملے۔
۳۵۔ حکمرانوں کی خیر خواہی کیوں نہیں۔
۳۶۔ خمینی والا عمل (یعنی معمولی باتوں پر بھی قتل کا فتویٰ جاری کردیتے ہو)
۳۷۔ تمہاری متشدد آرا کی وجہ سے نوجوان نسل برباد ہوئی۔
۳۸۔ تم نے صوفیہ، اشاعرہ، ماتریدیہ کو کافر کہا۔
۳۹۔ مجالس علم و ذکر ویران ہوگئیں۔
۴۰۔ امام غزالی اور امام اشعری کی تکفیر۔
۴۱۔ تم نے حضور ﷺ سے جفا کا سبق دیا۔
۴۲۔ علما یا نام ہم۔
۴۳۔ تمام صوفیہ مشرک و کافر۔
۴۴۔ یہ سب کچھ ابن باز اور ابن عثیمین کے کرتوت ہیں۔
۴۵۔ قتل و غارت کا بازار۔
۴۶۔ معتزلہ کی تہمت۔
۴۷۔ طریقہ خوارج۔
۴۸۔ دروس پر پابندی (ڈاکٹر مالکی، شیخ عبدالرحمن، شیخ عبداللہ، شیخ اسماعیل کے دروس پر پابندی)
۴۹۔ مذاہب اربع پر پابندی۔

اقتباسات

☆ "ایسے مسلمانوں پر تہمت بازی جائز نہیں جو توحید پرست ہیں۔ تمہارے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں۔ زکوۃ دیتے ہیں۔ اور بار بار بیت اللہ شریف کا یہ کہتے ہوئے حج کرتے ہیں لبیک اللھم لبیک۔۔ شرعاً ایسے لوگوں کو مشرک قرار دینا ہرگز جائز نہیں۔ حالانکہ تمہاری تمام کتب اور لٹریچر اسی سے مالا مال ہے" (علمائے نجد کے نام پیغام ص ۱۱)

☆ "تم نے صوفیہ کرام کو کافر قرار دیا پھر اشاعرہ کو بھی۔ تم نے آئمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمھم اللہ تعالیٰ کی تقلید سے انکار کیا۔ حالانکہ امت مسلمہ کا سواد اعظم ان بزرگوں کی تقلید کا قائل ہے۔ خود تمہارے بانی مملکت شاہ عبدالعزیز نے ملکی قانون

میں تصریح کی ہے کہ ہم مذاہب اربعہ پر ہی اعتماد کریں گے۔ خدارا تقلید کی مخالفت ترک کر دو،، (ایضاص ۱۲)

☆ "حدیث شریف کُلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ کو بغیر سمجھے دوسروں پر فٹ کر دیتے ہو حالانکہ تمہارے اعمال ایسے ہیں جو سنت نبوی کے خلاف ہیں۔ تم نہ انہیں برا جانتے ہو اور نہ ہی انہیں بدعت شمار کرتے ہو۔ ان میں چند ایک یہ ہیں کہ نماز عشاء کے بعد مسجد نبوی کو بند کر دیتے ہو، یہ تم سے پہلے کبھی نہ تھا۔ تم وہاں اعتکاف اور تہجد سے منع کرتے ہو۔ (ایضاص ۱۴)

☆ "تم نے مواجہہ شریف میں وظیفہ خوار جاہل تیوری چڑھانے والے کھڑے کر رکھے ہیں جو مصطفیٰ کریم ﷺ کی طرف پشت کیے ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کو جھڑکتے ہوئے آوازیں بلند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھولے ہوئے ہیں۔ یا ایھا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔" (ایضا ص ۱۴)

☆ "تم نے صحابہ، امہات المومنین اور اہل بیت اطہار کی قبور کو منہدم کر کے چٹیل میدان بنا دیا ہے۔ بلکہ بعض قبور (مثلاً مقام ابواء میں حضور کی والدہ ماجدہ کی قبر) پر تم نے بلڈوزر پھیر دیا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم کیا تم اس مباح عمل کو ہمیشہ منع کرتے رہو گے۔ (ایضاص ۱۹)

☆ "تم درود پاک کا مجموعہ دلائل الخیرات اور اسی طرح کی دیگر کتب کا داخلہ اور پڑھنا ممنوع قرار دیتے ہو۔ حالانکہ تمہارے علم میں ہے کہ تمہارے ہاں ایسی کتب، رسائل اور لٹریچر آتا ہے جو شرعاً ممنوع اور ناپاک ہے۔ اللہ سے ڈرو" (ایضاص ۲۲)

☆ "تم سرور عالم ﷺ کی محفلوں کی جاسوسی کرتے ہو، جب کہ غیر شرعی مجلسوں کے خلاف بات نہیں کرتے جو سراسر لھو ولعب پر مشتمل ہوتی ہیں۔ (ایضاص ۲۲)

☆ "تمام اقوام بطور یادگار عبرت و نصیحت اپنے روشن ماضی کی خاطر آثار محفوظ رکھتے ہیں، تم تو ہر نشانی کو شرک جانتے ہو۔ (ایضاص ۲۳)

☆ "البانی کے شاگرد عبد الرحمٰن نے اپنی کتاب فضائح الصوفیہ میں تمام اولیاء اور صلحا پر شدید حملے کئے ہیں۔ انہیں گمراہ اور فرقہ باطنیہ کے زندیق قرار دیا ہے۔ (ایضاص ۲۴)

☆ "تم ہر سال مسجد نبوی شریف کے مختلف گوشوں، دیواروں اور گنبدوں میں سے آثار اسلامیہ اور قصائد نعتیہ مٹا دیتے ہو۔ (ایضاص ۲۶)

☆۔ مقبل بن ہادی نے حضور ﷺ کی قبر انور کو مسجد نبوی سے خارج قرار دیا ہے۔ گنبد شریف کو بہت بڑی بدعت کہا ہے۔ اور اسے گرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس پر تم نے اسے کامیابی کی ڈگری عطا کی، کیا تم ان لوگوں کا احترام کرتے ہو جو اسلام، اللہ کے حبیب کائنات کی رحمت اور اللہ تعالیٰ کے خلیل ﷺ کے ساتھ دشمنی کریں۔ (ایضاص ۲۷)

☆۔ تم اکابرین کی کتابوں میں تحریف وخیانت کر رہے ہو، جو چیز پسند نہیں اسے حذف کر دیتے ہو، یہ زیادتی ہے جس کے ازالہ و بدلہ کی تمہیں دنیا میں طاقت کہاں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آخرت میں بھی نہیں کر سکو گے۔

(ایضاص ۳۱)

☆۔ تم نے فقہ حنبلی کو بھی اٹھا پھینکا اور کہا ہم تو سلفی ہیں۔ تم تو صرف کتاب و سنت کا التزام کرتے ہو۔ سبحان اللہ کیا امام احمد اور دیگر آئمہ کتاب و سنت کا التزام نہیں کرتے تھے۔ (ایضاص ۳۷)

☆۔ تم نے چھوٹے چھوٹے لڑکوں اور بے وقوفوں کو امت کے جلیل القدر آئمہ اور اسلاف پر حملے کی اجازت دی ہے۔ ان میں حجۃ الاسلام امام غزالی ہیں، تم نے محمود حداد کی کتاب شائع کرنے میں مدد دی جس میں اُس نے امام غزالیؒ کو گمراہ اور کبا کا مرتکب قرار دیا ہے۔ (ایضاص ۳۸)

☆۔ تم نے شیخ ابن عربی، امام غزالی اور امام اشعری کو کافر قرار دیا۔ اس کے بعد حسن البنا، سید قطب اور شہداء افغانستان کو شہید تسلیم نہیں کیا کہ ان کا مسلک حنفی تھا، ان کا مر جانا ہی بہتر تھا۔ اب صرف تم ہی ناجی ہو۔ (ایضاص ۴۳)

☆۔ تمہارے طلبا گویا ٹائم بم ہیں (ایضاص ۴۴)

☆۔ تم اپنے مخالفوں پر جہمیہ اور معتزلہ ہونے کی تہمت لگاتے ہو حالانکہ تمہارے عقائد ان سے ملتے ہیں۔ تم خود جہمیہ و معتزلہ ہو۔ تم ان کی طرح ولایت اولیاء کی اموات کرامت، اور حیات موت کا انکار کرتے ہو۔ اسی طرح دینی امور غیب میں عقل کا فیصلہ مانتے ہو۔ (ایضاص ۳۶)

☆۔ تمہارا طریقہ وعمل خوارج والا ہے۔ (ایضاص ۴۷)

☆۔ تم مصطفیٰ کریم ﷺ کے پڑوس میں بار بارگاہا بجا کر اعلانیہ کہتے ہو کہ حضور کے والدین آگ میں ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (ایضاص ۴۹)

☆۔ تم نے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کو طاقت مندوں کے لیے استعمال کیا۔ حالانکہ اس میں حضور ﷺ نے قیام فرمایا تھا۔ (ایضاص ۵۲)

☆۔ تم نے آنے والی نسلوں کے لیے سابقہ قیمتی میراث میں سے کیا چھوڑا۔ تم نے قتل کا فتویٰ دینا ہی سیکھ رکھا ہے۔ متعدد نفوس محترمہ کو تم نے اس لیے قتل کرایا کہ تم نے اُن کے جادوگر ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔ (ایضاص ۵۳)

☆۔ اس دن ڈرو جس دن سینگ والی سے بغیر سینگ والی بدلہ لے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ: جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور کافر کہے گا ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا،، (ایضاص ۵۴)

ہدیہء تبریک

یہ وہ حقائق ہیں جن کو ایک آمر حکومت اور اُمرا کے حواریوں کے مقابلے میں منظر عام پر لانا۔ اُن کے خوفناک رویوں اور وحشت انگیز منصوبوں کو طشت ازبام کرنا کسی مرد قلندر کا ہی کام ہے۔ ورنہ مصلحتوں کی اس دنیا میں لوگوں نے آنکھیں موند رکھی ہیں۔ مولا کریم شیخ

رفائی کو تمام ملت اسلامیہ کی طرف سے بہتر جزادے جنہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے کسی کا خوف دل میں نہیں آنے دیا محض خدا کی رضا اور محبوب خدا کی خوشنودی کے لئے سچی بات کردی جو کچھ دل میں تھا اس کو زبان پر لے آئے۔ جو محسوس کرتے تھے اس کو الفاظ کا لبادہ پہنادیا یہی مرد مومن کی علامت ہے

سر محفل سب کو ہیں حسن و عشق کی باتیں
فراز دار پہ دیکھو یہ دعویٰ کون کرتا ہے

تقلید کیوں ضروری ہے

علامہ مفتی محمد اشرف صاحب القادری

کچھ آزاد خیال لوگوں نے اپنی جہالت وسفاہت کو امام بنالیا ہے۔ اور امت مسلمہ کی عظیم شخصیات کے نقوش پا کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں حالانکہ وہ اسلام کا سرمایہ ہیں۔ زیر نظر مضمون آپ کی قوت فیصلہ کو جلا بخشے

سوال:۔ ہم مقلد ہیں۔ امام کی تقلید کیوں ضروری ہے؟

السائل:۔ ایم شبیر بٹ ،صدیقیہ کالونی باداسی باغ لاہور۔

جواب: مسائل دو طرح کے ہیں۔

نمبر ۱:۔ وہ آسان مسائل جن کا کتاب و سنت میں خصوصی طور پر اتنا صاف اور واضح بیان آچکا کہ ان کے سمجھنے میں کوئی دشواری یا مشکل پیش نہیں آتی۔ جیسے نماز وزکوٰۃ کا فرض ہونا، یا شراب اور خنزیر کا حرام ہونا۔

نمبر ۲۔ وہ مشکل مسائل جن کے بارے میں کتاب وسنت میں یا تو کوئی خصوصی نص ارشاد ہی نہیں فرمائی گئی اور اس وجہ سے ان تک رسائی دشوار امر ہے اور یا خصوصی نص تو وارد ہوئی مگر تعارض یا تعدد معانی کے احتمال یا اجمال وابہام وغیرہ کی وجہ سے فہم مراد میں دشواری پیدا ہوگئی اور ان مسائل تک رسائی حاصل کرنے کے لیے اجتہادی قوت درکار ہوتی ہے۔

پہلی قسم کے مسائل کو منصوص صریح مسائل اور دوسری قسم کے مسائل کو غیر منصوص صریح یا اجتہادی مسائل کہا جاتا ہے منصوص میں صریح مسائل چونکہ کتاب و سنت کی خصوصی نص کے ذریعے طے ہو چکے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان میں قطعاً اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے نہ ہی کسی امام مجتہد کی تقلید کی حاجت بلکہ ایسے مسائل میں اجتہاد کرنا یا مجتہد کی اجتہادی رائے کی تقلید کرنا سرے سے ناجائز حرام ہے۔ قرآن و سنت اور آئمہ دین کے کلام میں اس قسم کی تقلید کی مذمت آئی ہے۔ رہے غیر منصوص صریح یا اجتہادی مسائل تو چونکہ ان کا حل بغیر اجتہادی قوت کے ممکن نہیں اور اجتہادی قوت مجتہد کے پاس ہوتی ہے۔ لہٰذا ان مسائل میں مجتہد کے ذمہ لازم ہے کہ اجتہادی قوت کے ذریعے ان کا حل تلاش کرے اور جو لوگ اجتہاد کی قابلیت نہ رکھتے ہوں۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ اس کی پیروی وتقلید کریں۔ الغرض اس قسم کے مسائل میں مجتہد کو اجتہاد اور غیر مجتہد کو تقلید کے سوا چارہ کار ہی نہیں اور اسی وجہ سے ان کو اجتہادی مسائل کہا جاتا ہے۔

مسائل شرعیہ کی درج بالا تقسیم اور ان کے احکام کی تفصیل سے واضح ہوگیا کہ:۔

(الف) اجتہاد وتقلید کا محل صرف "غیر منصوص صریح" یا "اجتہادی مسائل" ہیں۔

(ب) اجتہادی مسائل" میں مجتہد کا فریضہ "اجتہاد" اور غیر مجتہد کے ذمہ تقلید ہے۔

(ج) چونکہ "غیر منصوص صریح" اور "اجتہادی مسائل" میں غیر مجتہد کے لیے احکام شریعت کو جاننے اور ان پر عمل پیرا ہونے کا تقلید امام کے سوا اور کوئی ذریعہ ہی نہیں۔ اس لیے اس کے لیے تقلید ضروری ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "فَسْئَلُوْآ اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ،، (تو پوچھا کرو اہل ذکر (فقہاء و علماء) سے اگر تم علم نہیں رکھتے۔)

اس آیت میں:

فاسئلو ا (تو پوچھا کرو) صیغہ امر ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے تو آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ جب کوئی مسئلہ در پیش ہوا اور تمہیں اس کا علم نہ ہو تو تم پر واجب ہے کہ اسے اہل علم وفقہ سے دریافت کر کے اس پہ عمل کرو۔ لہٰذا تمام ایسے لوگ جو اجتہادی مسائل کے استنباط کی اہلیت نہیں رکھتے۔ خواہ وہ عام مسلمان ہوں یا غیر مجتہد علماء ان پر واجب ہے کہ ان مسائل کو امام مجتہد سے دریافت کر کے ان کی پیروی کریں۔ فانّ الا عتبار لعموم الفظ لا لخصوص السبت كما ثبت فی أصول التفسير عند أهله. اور یہی تقلید ہے۔ تو اس آیہ کریمہ سے تقلید کا ضروری ہونا ثابت ہوا۔

اور ترمذی ابوداؤد، داری وبیہقی وغیرہم آئمہ حدیث اپنی قوی اسانید کے ساتھ روایت فرماتے ہیں۔=

"عَنْ مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنهُ انَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تعالٰی عَلَيهِ وَسَلَّم لَمَّا بعَثَه، الَی اليمن قال كَيفَ تقضى وإذاعرض لک قضاء؟قال اقضي بكتاب اللّٰه تعالٰى.

قَالَ فَان لَمْ تجدْ فی كتاب اللّٰه؟ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰه صلى اللّٰه تَعالٰى عَلَيهِ وَسَلَّم قال فانْ لَمْ تجدْ في سُنَّتِ رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰه تَعالٰى عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَلا في كتاب اللّٰه؟قال اجتهدُ رابي وَلا آلو. فضَربَ رَسُولُ اللّٰه صلى اللّٰه تَعالٰى عليه وَسَلَّم صَدرَه،فقال اَلحمدُ للّٰهِ الّذی وَفّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللّٰه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم لما

بزرضیٰ رَسُولُ اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَسلّم ،،

"معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں یمن (قاضی ومعلم ومفتی بنا کر) بھیجا۔ تو فرمایا جب کوئی قضیہ تمہارے سامنے پیش آئے تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ گے تو؟ انہوں نے کہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر وہ مسئلہ تمہیں کتاب وسنت دونوں میں نہ ملا تو کیا کرو گے؟ عرض کیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اجتہادی قوتوں کو بروئے کار لانے میں کوتاہی نہیں کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا سینہ ٹھونک کر فرمایا شکر ہے۔ اللہ کا جس نے اللہ کے رسول ﷺ کے اس نمائندے کو اس بات کی توفیق دی جو رسول اللہ ﷺ کو پسند ہے)

اس حدیث پاک کے علاوہ دیگر امور کے یہ بات نہایت وضاحت وصراحت کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے کہ جو مسائل کتاب وسنت میں صریحاً منصوص نہ ہوں۔ مجتہد اپنے اجتہاد کے ذریعے ان کا حکم بیان کرے۔ یہی طریق کار توفیق الٰہی سے ہمکنار اور مرضی رسول ﷺ سے سرشار ہے نیز یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے ایک فقیہ اور مجتہد صحابی کو اہل یمن کے پاس قاضی معلم ومفتی اور امام مجتہد کی حیثیت سے بھیج رہے ہیں۔ اور اجتہادی مسائل میں انہیں اپنے اجتہاد سے فتویٰ دینے کی بڑی خوشی سے اجازت بھی دے رہے ہیں اور اہل یمن پہ ان کی اطاعت وپیروی بھی لازم فرما رہے ہیں۔ اس کا مطلب سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ نے اجتہادی مسائل میں ایک مجتہد واجتہاد کی اجازت دے کر اہل یمن پر ان کی تقلید لازم کر دی۔ چنانچہ عین زمانہ ظاہری نبوی میں خود حضور ﷺ کی اجازت ومرضی اور حکم سے پورے یمن کے مسلمان ایک مجتہد امام کی تقلید کر رہے تھے اور وہ بھی تقلید شخصی۔ اور علامہ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت البغدادی المعروف با لخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ اقسام مسائل اور مواقع اجتہاد وتقلید پر گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"واما الاحکام الشرعیۃ نضربان احدھما یُعلم ضرورۃ من دین الرسول صلیٰ اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم کالصلوات الخمس والزکوۃ وما اشبہ ذلک، فھذا لا یجوز التقلید فیہ لان الناس کلھم یشترکون فی العلم بہ فلا معنی التقلید فیہ. وضرب اخر لا یُعلم الا بالنظر والاستدلال کفروع العبادات والمعاملات والفروج والمناکحات وغیرذلک من الاحکام فھذا یسوغ فیہ التقلید بدلیل قول اللّٰہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ،،ملخصاً

(شرعی احکام دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ مسائل جن کا دین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہونا صریحاً یقیناً معلوم ہے مثلاً نماز پنجگانہ اور زکوۃ وغیرہ تو اس قسم کے مسائل میں جائز نہیں۔ کیونکہ ان باتوں کا علم وادراک تو سب لوگوں کو ہوتا ہے۔ تو ان مسائل میں تقلید بے معنی ہے۔ دوسری قسم وہ مسائل ہیں۔ جن کا علم فکر ونظر اور دلائل کی جستجو کیے بغیر حاصل ہو سکتا۔ مثلاً عبادات ومعاملات اور شادی بیاہ وغیرہ کے فروعی مسائل کی تفصیلات تو ان (پیچیدہ قسم کے) مسائل میں تقلید درست ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (علماء وفقہا) سے پوچھ لیا کرو،،)

خطیب بغدادی مزید لکھتے ہیں:۔

(لیکن یہ بات کہ تقلید کس کے لیے درست ہے؟ تو وہ ایسا عامی شخص ہے جو (مسائل اجتہاد میں) شرعی احکام کے طریقوں واصولوں سے ناواقف ہو۔ تو ایسے شخص کے لیے درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان" فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون،، پر عمل کرتے ہوئے کسی (فقیہ ومجتہد) عالم کی تقلید کرے اور اس کی اجتہادی رائے پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ جب وہ خود اجتہاد کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو تقلید کرے اور اس کی اجتہادی رائے پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ جب وہ خود اجتہاد کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو تقلید کرنا ہی اس کا فریضہ ہے۔ جیسے نابینا شخص قبلہ کا رخ معلوم کرنے میں (آنکھ والے کی) تقلید کرتا ہے۔ کیونکہ جب اس کے قبلہ میں اجتہاد کرنے کا آلہ (آنکھ) ہی نہیں ہے تو اس پر یہی واجب ہے کہ اس میں آنکھ والے کی تقلید کرے)

اور غیر مقلدین کے مشہور عالم علامہ نواب وحید الزمان فرماتے ہیں۔

"بل الواجب علیٰ صاحب العلم الاجتھاد وعلی العامی السوال عن عالم ،، (ہدیۃ المہدی)

(جو عالم اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اس پر اجتہاد کرنا اور عامی پر اس سے پوچھنا (تقلید کرنا) واجب ہے۔)

یہی علامہ صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

"لا بُدّ للعامی من تقلید مجتھد او مفتی ،، (ایضاً)

(عام آدمی کے لیے (جو کہ اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو) مجتہد یا مفتی کی تقلید ضروری ہے)

نیز رقمطراز ہیں:۔

(عام آدمی کو اصول، فروع میں مجتہد عالموں کی تقلید کرنا ضروری ہے، کیونکہ ہر شخص (اجتہادی مسائل میں) نظر واجتہاد پر قدرت نہیں رکھتا تو ان کو (بجائے تقلید کے) اجتہاد کی تکلیف دینا انہیں ایسے کام پر مجبور کرنا ہے جو ان کی وسعت میں ہے اور نہ وہ اس کی استطاعت ہی رکھتے ہیں۔

تازہ بہ تازہ

الف بی آئی کا فراڈ

واشنگٹن پوسٹ کی خبر کے مطابق امریکی ادارے فیڈ ریل بیورو آف **انویسٹیکیشن** نے عوام کے ساتھ فراڈ کیا ہے کیونکہ **11** ستمبر کے واقعات میں نامزد **19** ہائی جیکروں میں سے کوئی بھی مسافروں میں شامل نہیں تھا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہوا ہے کہ تم مسلمان ہو لہذا تم ہائی جیکر ہو۔ ایف۔ بی۔ آئی۔ کو کیسے معلوم ہوا کہ اسامہ نے مشن پر **300** ملین ڈالر خرچ کیے ہیں اخبار کے مطابق طیاروں کی ربوٹ اور ریموٹ کنٹرول کے ذریعے تباہ کیا گیا' چوتھا طیارہ امریکی فضائیہ نے مار گرایا۔ ملی گزٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ یہ صلاحیت صرف اسرائیل میں پائی جاتی ہے۔ پوری دنیا کے عوام کا خیال بھی یہی ہے کہ امریکہ اور اس کے حواری عالم اسلام کو مصائب میں گرفتار کرنے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے ایسی کاروائی کرنا چاہتے ہیں، **11** ستمبر کے واقعات نے ان کو راستہ فراہم کر دیا ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ راستہ خود ہی تشکیل دے لیا گیا۔ بحر حال حالات وشواہد بتا رہے ہیں یہ سب کچھ مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دینے کی صیہونی سازش ہے۔

یہ شہادت گاہ الفت!

روزنامہ نوائے وقت کے مطابق **900** محصور پاکستانیوں پر پہلے دستی بم پھینکے گئے، پھر تیل چھڑک کے آگ لگا دی گئی سلطان رضیہ سکول پر گولیوں کی بوچھاڑ کی گئی' پھر امریکی طیاروں سے بمباری کی گئی' بچنے والے پاکستانیوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو پھر بھی انہیں بھون دیا گیا' شہریوں کا ہجوم معانی کا خوشگوار تھا۔ مگر ایک فرقے کے لوگوں نے کہا انہیں مار دو' مزار شریف سے ریڈ کراس والے لاشیں اٹھا رہے ہیں شماری اتحاد کے ظلم و بربریت نے تو واقعی چنگیز خان کی یاد تازہ کر دی ہے ادھر ہماری حکومت امریکہ کی اداؤں اور وفاؤں پر اسقدر فریفتہ ہے کہ اسے اپنے شہریوں کے تحفظ کا بھی خیال نہیں خون مسلم کی ارزانی نے بھی اس کے ضمیر کو نہیں جھنجوڑا، یہ حکومتیں مٹتی اور بنتی رہتی ہیں، تاریخ میں ہمیشہ بہادر اور دشمن کے سامنے ڈٹ جانے والے لوگوں کا نام زندہ رہتا ہے، یہ شہادت گاہ الفت ہے جس میں قدم رکھنا ہی ایمان کی نشانی ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت وقت پاکستان مجاہدوں کی زندگی کی ضمانت طلب کرے اور اپنی ورلڈ کولیشن سے کم از کم یہی بات منوالے، یا اس کے اشاروں پر رقص بسمل کو ہی اپنا قبلہ آرزو بنا لیا گیا ہے۔ طالبان کا یہ رویہ بھی بہت افسوسناک ہے کہ وہ خود تو صوبوں کو خالی کرتے جا رہے ہیں مگر پاکستان مجاہدوں کو وہاں بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا ہے اسامہ کے لئے جو انداز میز بانی نظر آتا ہے وہ ان پاکستانی مجاہدوں کے لئے مفقود دکھائی دے رہا ہے۔

اسامہ پاکستان میں؟

پاکستان دشمن اب یہ سازش کر رہے ہیں کہ اسامہ بن لادن پاکستان میں جاتا آتا رہتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ پاکستان میں موجود ہو' اس قسم کے شوشے ہوسکتا ہے اتحادیوں کی شہ پر چھوڑے جا رہے ہوں تا کہ پاکستان کو بھی ایک دہشت گرد کو پناہ دینے کی پاداش میں دہشت گرد قرار دیا جائے اور اس کی گلیوں اور بازاروں کو بھی خون کا غسل دیا جائے۔

عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت امریکی گماشتوں کی آنکھ میں کانٹا بن کر چبھ رہی ہے ادھر ظلم یہ ہے کہ پاکستان کا ٹی وی ایسے اسلام دشمن عناصر کے بیانات نشر کر رہا ہے کہ جو عوام کو گمراہ کر رہے ہیں اعتزاز احسن صاحب نے فرمایا ہے کہ پاکستان اسلامی ریاست کی حیثیت سے معرض وجود میں نہیں آیا۔ لگتا ہے ان تمام سیاستدانوں اور حکمرانوں نے اتباع مصطفی ﷺ کو چھوڑ کر اور محبت وغیرت اسلامی کو ترک کر کے امریکہ کی رضا جوئی پر اجماع کر لیا ہے اب عوام کے دلوں میں اسلام کا جذبہ ملی نکال کر وطن پرستی کے زہریلے بیج بوئے جا رہے ہیں۔ گویا اندرونی و بیرونی طاقتیں پاکستان کے درپے نظر آتی ہیں یا اللہ اس چمنستان اسلام کی حفاظت فرما۔

سٹریٹیجک ڈیتھ!

نوائے وقت نے واشنگٹن پوسٹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ افغانستان کی صورت حال' پاکستان پالیسی کی سٹریٹیجک ڈیتھ ہے' پاکستان بھارت اور افغانستان کے درمیان سینڈ وچ بن چکا ہے اس کی فوج ہائی الرٹ ہے' سوویت قبضہ کے دوران بھی پاکستان کے ساتھ ایسا نہ ہوا تھا' افغانستان میں پاکستان کے خلاف نفرت کا سیلاب امڈ رہا ہے' شرقی سرحدیں پہلے ہی مخدوش ہیں پاکستان کا کونسا مطالبہ ہے جو پورا کیا گیا ہے' بس چند ٹکوں کے وعدے پر ٹرخا دیا گیا ہے اسی پر ہم اکڑ رہے ہیں کہ ہماری پالیسی کامیاب رہی۔ اللہ الغنی

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

شیران اسلام کا ختم نبوت سیمینار ڈسکہ

سیالکوٹ میں ختم نبوت سیمنار کامیابی سے منعقد کرنے کے بعد شیران اسلام پاکستان نے ڈسکہ شہر میں ایک شاندار پروقار ختم نبوت سیمنار کا اہتمام کیا' سیالکوٹ' نارووال' شکر گڑھ اور ڈسکہ کے نوجوان نے شرکت کی' بزرگ بھی کافی تعداد میں تشریف لائے سیمنار کی صدارت مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی سرپرست اعلی شیران اسلام نے فرمائی جب کہ قیادت کے فرائض جناب شجاعت علی مجاہد امیر شیران اسلام نے سرانجام دیئے' تحصیل ڈسکہ ضلع نارووال کے عہدیداران اور کارکنان کا تعاون قابل فخر نظر آیا' امیر شیران اسلام تحصیل ڈسکہ جناب حاجی عبدالرزاق کی دوڑ دھوپ قابل دید تھی' ان کی اور ان کے رفقا کی کاوشوں سے یہ سیمنار ڈسکہ کی تاریخ میں یادگار سمجھا جائے گا سیمنار میں جناب رانا عطاء الحق امیر ضلع نارووال' حاجی محمد اخلاق رہبر ضلع نارووال

جناب محمد عارف امیر ضلع سیالکوٹ نے پرزور طریقے سے شرکت فرمائی تحریک ختم نبوت کے نہایت سرگرم رہنما جناب عبدالرزاق طاہر نے نہایت معلومات افروز خطاب فرمایا انہوں نے قادیانیت کی مکمل تاریخ بیان کی اور اس کی سازشوں کے اثرات سے قوم کو آگاہ کیا' جناب عبدالرزاق طاہر صاحب کی کتابوں کی طرح ان کے خطابوں کا سلسلہ بھی بہت مفید ہو رہا ہے الحمد شیران اسلام پاکستان کے پلیٹ فارم پر پورے جوبن کے ساتھ جلوہ گر ہوئے ہیں۔ حاضرین نے دل کھول کر انہیں داد دی اور شیران اسلام کی اس ایمان افروز خدمت کو تحصیل ... کے ایک یادگار پروگرام قرار دیا

اقوال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

☆ شبہ کے ساتھ کھانا مانگنے سے بہتر ہے
☆ ایمان کے بعد بڑی نعمت نیک عورت ہے
☆ بزرگ بننے سے پہلے علم حاصل کرو
☆ جو آدمی خود کو عالم کہے وہ جاہل ہے
☆ مخاطب کو بہترین نام سے پکارنے سے محبت بڑھتی ہے
☆ جو خود کو جنتی کہے وہ جہنمی ہے
☆ طمع تنگدستی اور قناعت مالداری ہے
☆ تم جس سے نفرت کرتے ہو اس سے ہوشیار رہو
☆ سعید ہو حاکم ہے جس کی رعیت سعید ہو

اقوال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

☆ دوستوں کو کھو دینا ایک طرح کی غریب الوطنی ہے
☆ جب عقل پختہ ہو جاتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں
☆ عبرتناک واقعات سے عبرت کے سبق سیکھو
☆ خوش خوئی اور کشادہ روئی دوستی کا جال ہے
☆ ہر ایک سے اس کے فہم کے مطابق کلام کر
☆ معافی نہایت اچھا انتقام ہے
☆ دیدہ دانستہ غلطی قابل معافی نہیں ہوتی
☆ بے موقع حیا بھی باعث محرومی ہے
☆ بیکاری میں عشق بازی یاد آجاتی ہے
☆ ولادت موت کی قاصد ہے
☆ استحقاق سے زیادہ کسی کی تعریف کرنا خوشامد ہے
☆ عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے
☆ انسان اپنی زبان کے پردے کے نیچے چھپا ہوا ہے
☆ زیادہ خاموشی سے وقار پیدا ہوتا ہے

جہان کتاب

کتاب: منتخب احادیث

انتخاب و مقدمہ۔ حضرت امام سید احمد سعید کاظمی شاہ علیہ الرحمہ

منگوانے کا پتہ۔ مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ

مذکورہ کتاب منتخب احادیث پر مبنی نہایت بصیرت افروز کتاب ہے جس کو حضرت غزالی دوراں امام سید احمد کاظمی شاہ علیہ الرحمہ نے منتخب فرمایا اور ایک علمی مقدمہ بھی تحریر فرمایا جو علم حدیث پر جامع اور مدلل تبصرہ ہے۔ کتاب میں صحیح اور مستند احادیث جا بجا مذہب حق اہل سنت و جماعت کی تائید فرما رہی ہیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کے لیے بہت مفید ہے۔ کتاب مجلد ہے، ٹائٹل عمدہ اور دیدہ زیب ہے، کتاب کا ترجمہ اور تشریح حضرت مولانا محمد رفیع قادری کے تحقیقی قلم کا نچوڑ ہے، ہدیہ۔ 100۔

(۲) کتاب۔ اسلام تیرا دیس ہے۔

مولف۔ غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

منگوانے کا پتہ۔ ادارہ تعلیمات مجددیہ ریلوے روڈ شکر گڑھ (ضلع نارووال) / مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور

اسلام ایک دین فطرت ہے، اس کے تمام پہلو بنی نوع انسان کے لیے خیر و سعادت کا سرچشمہ ہیں، اس کتاب میں اسلام کے چند ایک پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مثلاً اسلام کے احسانات، اسلام کے تاریخ ساز زمانے، اسلام کا معاشرتی انقلاب، ہم کیوں مسلمان ہوئے، اور اسلام کے متعلق عصر حاضر کے چند حقائق کے ابواب قائم کر کے بہترین انداز تحریر اختیار کیا گیا ہے۔ اُسلوب آسان بھی ہے، ادبی بھی ہے، اس کتاب کو پڑھ کر آپ کی معلومات میں گراں قدر اضافہ ہوگا، ہدیہ 70 روپے

(۳) عظمت صحابہ کرام، بزبان اہل بیت، مولف، علامہ محمد ضیاء اللہ القادری منگوانے کا پتہ۔ قادری کتب خانہ سیالکوٹ

یہ کتاب بہت معلوماتی ہے، جس میں فاضل مولف نے ثابت کیا ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت کرام میں محبت و مودت کے رشتے قائم تھے، صحابہ کے اہل بیت کرام کی شان وعظمت بیان کی ہے اور اہل بیت کرام نے صحابہ کرام کی شان وعظمت بیان کی ہے۔ اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے جو شیعہ حضرات کی مستند کتابوں سے ثابت کیا گیا ہے، ہدیہ 30 روپے

کتاب رمضان المبارک (تاریخ اسلام کے آئینے میں)

مولف = غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

منگوانے کا پتہ: ادارہ تعلیمات مجددیہ شکر گڑھ۔ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور۔

اس کتاب میں استقبال رمضان، نماز تراویح، سیرت زہرا، سیرت خدیجہ، سیرت عائشہ، حضرت علی، امام حسن و غزوہ بدر، فتح مکہ، فتح سندھ، فتح اندلس، اور تحریک پاکستان کے بارے میں نہایت جامع مضامین شامل ہیں۔ نیز چند اور بزرگان دین کا خوشبو بار تذکرہ بھی شامل ہے جن کا وصال ماہ رمضان میں ہوا، یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز ہے جو رمضان کے مبارک لمحات میں قارئین کے لیے ایک تحفہ سے کم نہیں، ہدیہ 70 روپے

وادی کشمیر جنت نظیر

مجاھدین عالمی تنظیم العارفین میدان جہاد میں

تنظیم کا تعارف

رپورٹ: حمید اصغر وٹو

عالمی تنظیم العارفین کا مرکزی دفتر دربار حضرت سخی سلطان باھو صاحبؒ پر ہے عالمی تنظیم العارفین کا قیام 26 دسمبر 1999 کو عمل میں آیا سرپرست اعلیٰ صاحبزادہ حضرت سخی سلطان محمد علی صاحب ہیں جب کہ صدر۔ صاحبزادہ میاں ضیاء الدین صاحب اور جنرل سیکرٹری ڈاکٹر رفاقت سلطان وٹو صاحب ہیں۔ تنظیم کے مقاصد میں اولیائے کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نفس شیطان اور کفار کے خلاف جنگ کرنا ہے چونکہ عالمی تنظیم العارفین نے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی افواج کے خلاف موثر کاروائی کا آغاز کر دیا ہے اس لئے قارئین ''مجلۃ الحقیقۃ'' کی خدمت میں مقبوضہ کشمیر سے آنے والی رپورٹس (Reports) پیش خدمت ہیں۔

جانی داڑھیر میں دو چیک پوسٹیں تباہ: عالمی تنظیم العارفین کے قافلہ نے ''جانی داڑھیر'' کے علاقہ میں دستی بموں اور راکٹوں سے بھرپور حملہ کر کے بھارتی فوج کی دو چیک پوسٹیں تباہ کر دیں یہ پوسٹیں راشٹریہ (Rashtria) رائفلز نے قائم کی تھیں اس حملہ میں کئی بھارتی فوجی تباہ ہو گئے۔

ضلع کپواڑہ میں سرنکوٹ کی چوٹی پر حملہ: عالمی تنظیم العارفین کے مجاہدین نے بھارتی فوجی چوکی پر دستی بموں اور ھینڈ گرینڈوں سے اچانک حملہ کر دیا۔ چوکی مکمل طور پر تباہ ہو گئی اور کشمیر میڈیا سروس کے مطابق 22 بھارتی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے

بارہ مولا میں چورنڈہ ون¹ اور ٹو² میں بنکر تباہ: تنظیم العارفین کے مجاہدین نے ضلع بارہ مولا میں داخل ہو کر جاہی مجاہدی مجاہدین نے راکٹوں گولوں مشین گنوں خودکار ہتھیاروں اور دستی بموں سے اچانک چورنڈہ ون اور ٹو پوسٹوں پر حملہ کر دیا بھارتی پوسٹوں میں بھگدڑ مچ گئی فوجیوں کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ متعدد بنکرز تباہ ہو گئے دس فوجی موقع پر ہی واصل جہنم ہو گئے۔

بنگلہ سکرین اور پھٹہ پوسٹ پر حملہ: اس کاروائی میں تنظیم العارفین کے صرف پانچ شاہینوں نے حصہ لیا یہ کاروائی بھی ضلع بارہ مولا تحصیل اوڑی میں کی گئی مجاہدین نے بھارتی بنگلہ پوسٹ اور پھٹہ سکرین کے درمیان گشتی پارٹی کے راستہ پر بارودی سرنگ بچھائی مجاہدین کافی دیر تک بھارتی فوجیوں کی حرکات وسکنات کا جائزہ لیتے رہے لیکن بزدل ہندو اپنی فوجی پوسٹوں سے باہر نہیں نکلے مجاہدین نے دونوں پوسٹوں کے درمیان واقع کمیونیکیشن کی رابطہ لائن کاٹ دی اور وہاں بارودی سرنگ بچھادی اور ٹارگٹ سے دور بیٹھ کر بھارتی فوجیوں کا مورچوں سے باہر نکلنے کا انتظار کرتے رہے کافی دیر کے بعد بھارتی فوجی مسلح ہو کر بزدلانہ چال چلتے ہوئے مطلوبہ پوائنٹ پر آئے تو مجاہدین نے بارودی سرنگ کا دھماکہ کر کر کے 4 فوجیوں کو واصل جہنم اور 2 کو شدید زخمی کر دیا قریب کی پوسٹوں سے مجاہدین پر شدید فائرنگ کی گئی لیکن مجاہدین بخیریت اپنے مقام پر پہنچ گئے۔

سنگھ پوسٹ پر حملہ: اس کاروائی میں العارفین کے چار جانبازوں نے حصہ لیا یہ کاروائی دشمن کے نیوسنگھ پوسٹ جو کہ تحصیل اوڑی ضلع بارہ مولا میں واقع ہے پر کی گئی۔ دشمن کی اس پوسٹ کی مکمل ریکی کرنے کے بعد اس پر گنوں سے اچانک منظم اور زوردار حملہ کر کے تین سنتریوں کو واصل جہنم کر دیا گیا۔

موٹھو نالہ پوسٹ کی تباہی: اس کاروائی میں سات مجاہدین نے حصہ لیا واقع ہے مجاہدین نے اس بھارتی پوسٹ پر راکٹوں اور بموں سے منظم ہو کر رات کی تاریکی میں بنکروں کے قریب جا کر زبردست حملہ کر دیا جس سے تین بنکرز مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔

ٹھنڈی کے دو مورچے تباہ: اس کاروائی میں العارفین کے چھ 6 شاہینوں نے حصہ لیا یہ کاروائی بھی ضلع بارہ مولا میں کی گئی ٹھنڈی گاؤں کے پاس موجود بھارتی درندوں کے دو مورچوں کو بارود سے اڑا دیا گیا اس حملہ میں 4 بھارتی فوجی مارے گئے 5 شدید زخمی ہو گئے۔

جنگ بدر

ظہیر باقر بلوچ

مقام بدر! "بدر" مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جہاں زمانہ جاہلیت میں سالانہ میلہ لگتا تھا یہاں ایک کنواں بھی تھا۔ جس کے مالک کا نام "بدر" تھا۔ اسی کے نام پر اس جگہ کا نام بدر رکھ دیا گیا۔

جنگ بدر کا سبب! عمرو بن الحضرمی کے قتل سے کفار قریش میں پھیلا ہوا زبردست اشتعال تھا جس سے ہر کافر کی زبان پر یہی ایک نعرہ تھا کہ خون کا بدلہ خون لے کر رہیں گے۔ اسی وقت قریش کا وہ قافلہ کہ جس کی تلاش میں حضور ﷺ مقام ذی العشیر تک تشریف لے گئے تھے مگر وہ قافلہ ہاتھ نہیں آیا تھا بالکل اچانک مدینہ میں یہ خبر ملی کہ اب وہ قافلہ ملک شام سے لوٹ کر مکہ جانے والا ہے یہ بھی پتہ چل گیا کہ اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب و مخرمہ بن نوفل و عمرو بن العاص وغیرہ کل تیس چالیس آدمی ہیں اور کفار قریش کا مال تجارت جو اس قافلہ میں ہے وہ بہت ہے حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کفار قریش کی ٹولیاں لوٹ مار کی نیت سے مدینہ کے اطراف میں برابر گشت لگاتی رہتی ہیں اور کرز بن جابر فہری مدینہ کی چراگاہوں تک آ کر غارت گری اور ڈاکہ زنی کر گیا ہے لہذا کیوں نہ ہم بھی کفار قریش کے اس قافلہ پر حملہ کر کے اس کو لوٹ لیں۔ تاکہ کفار قریش کی شامی تجارت بند ہو جائے اور وہ مجبور ہو کر ہم سے صلح کر لیں۔ حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سن کر انصار و مہاجرین اس کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ 12 رمضان 2 ہجری کو بڑی عجلت کے ساتھ لوگ چل پڑے جو جس حال میں تھا اسی حالت میں روانہ ہو گیا اس لشکر میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ نہ زیادہ ہتھیار تھے نہ فوجی راشن کی کوئی بڑی مقدار تھی کیونکہ کسی کو گمان میں بھی نہ تھا کہ اس سفر میں کوئی بڑی جنگ ہو سکتی ہے۔

مگر جب کفار کو مکہ میں یہ خبر ملی کہ مسلمان مسلح ہو کر قریش کا قافلہ لوٹنے کے لئے مدینہ سے چل پڑے ہیں تو مکہ میں ایک جوش پھیل گیا اور ایک دم کفار قریش کی فوج کا دل بادل مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہو گیا کیونکہ اس قافلہ میں اکثر لوگوں کا سامان تجارت تھا۔ اس صورتحال کا علم جب سرور کائنات ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور صاف صاف صورت حال سے آگاہ کر دیا اور فرمایا کہ ممکن ہے کہ اس سفر میں کفار قریش کے قافلہ سے ملاقات ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفار مکہ سے لشکر لے کر جنگ کی نکل پڑے ہیں ان سے جنگ کی نوبت آ جائے یہ ارشاد گرامی سن کر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور دیگر مہاجرین صحابہ نے بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا مگر حضور علیہ الصلواۃ والسلام انصار کی طرف متوجہ تھے کیونکہ آپ ﷺ کے دست حق پر انصار نے بیعت کرتے وقت اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ اس وقت تلوار اٹھائیں گے جب کفار مدینہ پر چڑھ آئیں گے اور یہاں مدینہ سے باہر نکل کر وہ جنگ کرنے کا معاملہ تھا۔ تب انصار کے قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضور انور ﷺ کا چہرہ انور دیکھ کر بول اٹھے کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے؟ خدا کی قسم! ہم وہ جان نثار ہیں کہ اگر آپ ﷺ حکم دیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں۔ اسی طرح انصار کے ایک اور معزز سردار حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے جوش میں آ کر یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑیں بلکہ ہم لوگ آپ کے دائیں سے بائیں آگے سے پیچھے سے لڑیں گے انصار کے ان دونوں سرداروں کی تقریر سن کر حضور ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا (بخاری) مدینے سے ایک میل دور جا کر حضور ﷺ نے لشکر کا جائزہ لیا اور جو کم عمر تھے ان کو واپس جانے کا حکم دے دیا۔

تاجدار دو عالم میدان بدر میں! حضور ﷺ نے جب بدر میں نزول فرمایا تو ایسی جگہ پر پڑاؤ ڈالا جہاں نہ کوئی کنواں تھا۔ اور وہاں کی زمین اتنی ریتلی تھی کہ گھوڑوں کے پاؤں زمین پر دھنستے تھے یہ دیکھ کر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے پڑاؤ کے لئے جس جگہ کو منتخب کیا یہ وحی کی رو سے ہے یا جنگی حکمت عملی اور فوجی تدبیر سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں آئی۔ تو حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ پھر میری رائے میں جنگی تدبیر کی رو سے یہ بہتر ہے کہ ہم آگے بڑھ کر پانی کے چشموں پر قبضہ کر لیں تاکہ کفار جن کنوؤں پر قابض ہیں وہ بیکار ہو جائیں کیونکہ انہی چشموں سے ان کے کنوؤں میں پانی جاتا ہے حضور ﷺ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور اسی پر عمل کیا گیا خدا کی شان کہ بارش بھی ہو گئی اور کفار کی زمین میں کیچڑ ہو گئی جس سے ان کو چلنے پھرنے میں دشواری ہو گئی اور مسلمانوں نے بارش کا پانی روک کر جابجا حوض بنا لیے تاکہ یہ پانی غسل اور وضو کے لئے کام آئے اسی احسان خداوند عالم نے قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا کہ۔

(وینزل علیکم من السماء ماء لیطھر کم بہ)

17 رمضان **2** ہجری جمعہ کی رات کو تمام فوج تو آرام اور چین کی نیند سو رہی تھی مگر ایک سرور کائنات کی ذات تھی جو ساری رات خداوند عالم سے لو لگائے دعا میں مصروف تھی صبح نمودار ہوئی تو آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز کیلئے بیدار فرمایا پھر نماز کے بعد قرآن کریم کی آیات جہاد سنا کر ایسا لرزہ خیز اور ولولہ انگیز وعظ فرمایا کہ مجاہدین اسلام کی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ جوش و خروش کا سمندر بن کر طوفانی موجیں مارنے لگا اور لوگ میدان جنگ کے لئے تیار ہونے لگے۔

کون کب اور کہاں مریگا؟! اسی رات حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے جانثاروں کے ہمراہ میدان جنگ کا معائنہ فرمایا اور اس وقت آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی آپ ﷺ اس چھڑی سے زمین پر لکیر بناتے تھے اور فرماتے جاتے تھے

کہ یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ اور کل یہاں فلاں کافر کی لاش پڑی ہوئی ملے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے جس جگہ کافر کی قتل گاہ بنائی تھی اسی کافر کی لاش ٹھیک اسی جگہ پائی گئی تھی ان میں سے کسی ایک نے بھی لکیر سے ایک بال برابر بھی تجاوز نہ کیا (ابوداؤد)

مجاہدین کی صف بندی! 17 رمضان جمعہ المبارک کے دن حضور ﷺ نے مجاہدین اسلام کی صف بندی کا حکم دیا۔ دست مبارک میں ایک چھڑی تھی اس کے اشارے سے آپ صفیں درست فرما رہے تھے۔ کہ کوئی شخص آگے پیچھے نہ رہنے پائے اور یہ بھی حکم فرمایا کہ بجز ذکر الٰہی کے کوئی شخص کسی قسم کا کوئی شور وغل نہ مچائے عین ایسے وقت میں کہ جنگ کا نقارہ بجنے والا ہی ہے کہ دو ایسے واقعات رونما ہوئے جو نہایت ہی عبرت خیز اور بہت زیادہ نصیحت آموز ہیں۔

شکم مصطفیٰ ﷺ کا بوسہ! حضور ﷺ اپنی چھڑی کے اشارے سے صفیں سیدھی فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضور سواد انصاری رضی اللہ عنہ کا پیٹ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا آپ نے اپنی چھڑی سے ان کے پیٹ پر ایک کونچا دے کر فرمایا استو یا سواد (اے سواد سیدھے کھڑے ہو جاؤ) حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے میرے شکم پر چھڑی ماری ہے مجھے آپ سے اس کا قصاص (بدلہ) لینا ہے۔ یہ سن کر آپ نے اپنا پیراہن شریف اٹھا کر فرمایا اے سواد لو میرا شکم حاضر ہے تم اس پر چھڑی مار کر مجھ سے اپنا قصاص لے لو حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر آپ کے شکم مبارک کو چوم لیا اور پھر نہایت ہی والہانہ انداز میں انتہائی گرم جوشی سے آپ کے جسم اقدس سے لپٹ گئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے سواد تم نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا کہ اس وقت جنگ کی صف میں اپنا سر ہتھیلی میں رکھ کر کھڑا ہوں شائد موت کا وقت آ گیا ہو اس وقت میرے دل میں اس تمنا نے جوش مارا کہ کاش مرتے وقت میرا بدن آپ کے جسم اطہر سے مس ہو جائے یہ سن کر حضور ﷺ نے سواد رضی اللہ عنہ کے جذبہ کی قدر فرماتے ہوئے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی اور حضرت سواد نے دربار رسالت میں معذرت کرتے ہوئے اپنا قصاص معاف کر دیا اور تمام صحابہ کرام حضرت سواد رضی اللہ عنہ کی اس عاشقانہ ادا کو حیرت سے دیکھتے ہوئے ان کا منہ تکتے رہ گئے (سیرت ابن ہشام)

عہد کی پابندی! اتفاق سے حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت ابوحسیل رضی اللہ عنہما یہ دونوں صحابی کہیں سے آ رہے تھے راستہ میں کفار نے ان دونوں کو روکا کہ تم دونوں بدر کے میدان میں محمد (ﷺ) کی مدد کرنے جا رہے ہو دونوں نے انکار کیا اور جنگ میں حصہ نہ لینے کا وعدہ کیا چنانچہ کفار نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ جب یہ دونوں لشکر اسلام میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو صفوں سے الگ کر دیا اور فرمایا کہ ہم ہر حال میں عہد کی پابندی کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔

بعد ازاں جب لڑائی جو بن پر تھی تو اس لمحہ

ابوجہل کی ذلت آمیز موت! حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کہ میں صف میں کھڑا تھا اور میرے دائیں بائیں دو نوعمر لڑکے تھے ایک نے چپکے سے پوچھا کہ چچا جان آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں میں نے اس سے کہا کہ کیوں بھتیجے تم کو ابوجہل سے کیا کام ہے اس نے کہا کہ چچا جان! میں نے خدا سے عہد کیا ہے کہ میں ابوجہل کو جہاں دیکھ لوں گا یا تو اس کو قتل کر دوں گا یا خود لڑتا ہوں مارا جاؤں گا کیونکہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کا بہت ہی بڑا دشمن ہے حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں حیرت سے اس کا منہ تک رہا تھا کہ دوسرے نوجوان نے بھی مجھ سے یہی کہا اتنے میں ابوجہل تلوار گھماتا ہوا سامنے آ گیا میں نے اشارہ سے بتا دیا کہ ابوجہل یہی ہے، بس پھر کیا تھا یہ دونوں لڑکے تلواریں لے کر اس پر اس طرح جھپٹے جس طرح باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے دونوں نے اپنی تلواروں سے مار مار کر ابوجہل کو زمین پر ڈھیر کر دیا۔ یہ دونوں لڑکے معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما تھے جو عفراء کے بیٹے تھے۔

کفار نے ہتھیار ڈال دیئے! عتبہ، شیبہ، ابوجہل، کفار قریش کے سرداروں کی ہلاکت سے کفار مکہ کی کمر ٹوٹ گئی اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ہتھیار ڈال کر بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں نے ان لوگوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے اور باقی اپنا سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

بدر کا گڑھا! حضور اکرم ﷺ کا ہمیشہ یہ طرز عمل رہا کہ جہاں بھی کوئی لاش نظر آتی تھی آپ اس کو دفن کروا دیتے تھے لیکن جنگ بدر میں قتل ہونے والے کفار چونکہ تعداد میں بہت زیادہ تھے سب کو الگ الگ دفن کرنا ایک دشوار کام تھا اس لئے تمام لاشوں کو آپ نے بدر کے ایک گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے تمام لاشوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر گڑھے میں ڈال دیا امیہ بن خلف کی لاش پھول گئی تھی صحابہ کرام نے اس کو گھسیٹنا چاہا تو اس کے اعضا الگ الگ ہونے لگے اس لئے اس کی لاش کو وہیں مٹی میں دبا دیا گیا (بخاری)

کفار کی لاشوں سے خطاب! جب کفار کی لاشیں بدر کے گڑھے میں ڈال دی گئیں۔ تو حضور سرور عالم ﷺ نے اس گڑھے کے کنارے کھڑے ہو کر مقتولین کا نام لے لے کر اس طرح پکارا کہ اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے فلاں کیا تم لوگوں نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا؟ ہم نے اپنے رب کے وعدے کو بالکل ٹھیک ٹھاک سچ پایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ کفار کی لاشوں سے خطاب فرما رہے ہیں تو ان کو بڑا تعجب ہوا چنانچہ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ ان بے روح کے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں؟ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! قسم خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم (زندہ لوگ) میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن سکتے لیکن اتنی بات ہے کہ یہ مردے جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری)

اقبالؒ اور عشق رسول ﷺ

جسٹس اے ایس سلام

مجھے علامہ کی ایک رباعی کچھ عرصہ سے بہت پسند ہے۔ شاید اس کی ضرورت پیش آنے والی ہے۔ خیال کو اگر خوبصورت جامہ مل جائے تو امر ہو جاتا ہے۔ رباعی یہ ہے

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

سادہ الفاظ میں اللہ سے دعا ہے کہ تو تو دو جہاں سے زیادہ امیر ہے میں غریب و فقیر ہوں مجھ سے کیا حساب کتاب لینا قیامت کو مجھے ایسے ہی بخش دینا۔ لیکن اگر حساب لینا ہی ضروری ہو تو رسول کریم ﷺ کی نگاہ سے ہٹ کر لینا چھپا کر لینا۔ یعنی وہ میری خطاؤں کو نہ دیکھیں کیونکہ ایسا ہونے میں بڑی شرمندگی و ندامت ہوگی۔

اللہ سے ساتھ تو رشتہ مالک و مملوک کا ہے۔ بندہ اچھا ہو یا برا ہو بہر حال اللہ کا بندہ ہے اللہ اس کا مالک ہے مالک تو اپنے بندے کو بندگی کے دائرے سے نکال ہی نہیں سکتا۔ رشتہ پکا اور پختہ ہے۔ مگر رسول مقبول سے رشتہ عزت و احترام کا ہے۔ اطاعت و محبت کا ہے۔ وہ محبت ہی کیا ہوئی جو محب کے لیے باعث ندامت ہو اور محبت کرنے والے کے لیے باعث شرم و حیا اور ندامت ہو۔ اور اگر محبت ہی میں کمی آجائے اور محب کو اس کا علم ہو جائے پھر کیا لازم محبت۔ تعلق رسول کریم ﷺ سے تو ایک محسن اعلیٰ کا ہے۔ وہ محسن جس نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے روشناس کرایا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کو نہ جانتے تھے نہ پہچانتے تھے نہ کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا یہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے جنہوں نے ہمیں بتلایا کہ۔ لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تم ہر دو جہاں اور ہر چیز سے آزاد ہو۔ ہمیں تاریخ سے معلوم ہے کہ اگر کچھ لوگ ناجائز قید میں ہوں اور قید خانہ توڑ کر انہیں آزاد کر دیا جائے تو یہ بہت بڑا انقلاب کہلاتا ہے اسے فرنچ ریولیوشن کہتے ہیں۔ اس نے پھیل کر مغرب میں امریکہ تک اور مشرق میں آسٹریلیا تک اپنے اثرات چھوڑے ہیں اور اتنی سی آزادی کا ثمر یہ ہے کہ اس کے نام لیوا اور پیروکار اب چاند پر قدم رکھتے ہیں۔ اگر کوئی ایک قوم کو آزادی سے روشناس کرا دیتا ہے تو ہم انہیں قائداعظم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پھر کیوں نہ ایسی ہستی جو ہر دو جہاں سے اور ہر وہم و خیال سے پوری انسانیت کو آزادی کا سبق دے رحمۃ للعالمین کہلائے۔ یہی ہمارے رسول کریم ﷺ ہیں کہ جن کے بارے میں علامہ نے کہا ہے کہ ایسے محسن کے سامنے میری کوتاہیاں اور گناہ گاریاں نہ آئیں۔ اول اللہ قیامت کو بغیر حساب کتاب کے ہی بخش دیتو اگر ایسا نہ کیا جائے تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی نگاہوں سے بچا کر میرا پردہ رکھنا تو ستارالعیوب ہے علامہ نے دوسری جگہ کہا ہے،

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

محمد ﷺ سے وفا کیا ہے؟ زبانی کلامی نہیں۔ احکامات اور سنت پر عمل جو آپ ﷺ نے بتلایا اس پر ایمان اور عمل۔ جو آپ نے کیا اس کی پیروی۔ رسول کریم ﷺ نے بتلایا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں نے انسان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی وہ اشرف المخلوقات اور صاحب تکریم ہے۔ یہ انسان میں ہم اور آپ ہی نہیں ہیں سب ہیں۔ جس شخص نے انسان کو انسان جانا اور اس کی تکریم کی یہاں تک کہ اس نے اس کی انسانیت کو تسلیم کیا اور عزت کی اور اس کو احساس دلایا کہ تو صاحب تکریم ہے وہ خود عزت پائے گا اور صاحب تعظیم ہوگا۔ کیوں نہ ہم دوسرے انسان کی عزت و تکریم کریں؟ اسے بھی میرے ہی خالق نے بنایا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے۔ آج اگر ہمارے سامنے کوئی ایسا شخص آجائے جسے پی ایم یا پریذیڈنٹ نے بھیجا ہو تو ہم سب اس کی عزت کریں گے کہ شاید یہ واپس جا کر ہمارے لئے کوئی دو کلمے خیر کے ہی کہہ دے۔ حالانکہ نہ آنے والا پی ایم یا پریذیڈنٹ کا تخلیق کیا ہوا ہے نہ اپنی روح انہوں نے اس شخص میں پھونکی ہوئی ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ واپس جا کر حق میں ہی بات کرے تا ہم ایسے شخص کے سامنے بچھے جائیں گے۔ تو کیوں نہ ہم ایسی ہستی کی عزت و احترام کریں جسے اللہ پاک نے، ہمارے خالق نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے۔ اسی قسم کا خیال ڈاگ ہیمر شولڈ کی کتاب میں درج ہے۔ ترجمہ۔ کچھ اس طرح ہے۔ "کیا وہ (دوسرا انسان) مجھے پڑھا سکتا ہے؟ (میں تو خود ہی بڑا پڑھا لکھا عالم فاضل ہوں) جواب کیوں نہیں۔ کوئی ایسا نہیں ہے جس سے تم سیکھ نہ سکو۔ اللہ کے سامنے جو ہر انسان میں سے بولتا ہے۔ تم ہمیشہ کسی جماعت کے آخر میں ہو یعنی بالفاظ دیگر تم ہر انسان کی بات غور سے سنو سمجھو اس میں سے اللہ بول رہا ہے۔ کیا محاورہ نہیں آواز خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔

تکبر زہر قاتل ہے۔ یہ سمجھنا کہ میں دوسرے سے بہتر ہوں خودکشی ہے۔

تکبر سچا بھی ہو تو راندہ درگاہ ہے۔ شیطان نے جھوٹ نہیں کہا تھا کہ وہ آگ سے بنا ہوا ہے اور آدم خاک سے لہٰذا وہ اس سے بہتر ہے۔ وجہ اب تک جتلائی نہیں گئی ہے حقیقتاً شیطان آگ سے بنایا گیا تھا آدم خاک سے۔ تاہم خیال برتری نے شیطان کو ہمیشہ کے لیے ملعون کر دیا۔"

لہٰذا اگر ہم عجز و انکساری سے رسول کریم ﷺ کے بتلائے ہوئے راستے پر چلیں اور اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ہم رحمۃ للعالمین کے پیروکار ہیں اور ہم سے دوسروں کو فیض ہی ملے گا نہ کہ حزن۔ بالفاظ دیگر اگر ہم کما حقہ رسول کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں تو اللہ پاک فرماتا ہے وہ ہمارے ہو جائیں گے اور اللہ پاک فرماتا ہے یہ دنیا تو کیا چیز ہے لوح و قلم تیرے ہو جائیں گے۔ قلم اٹھا اور تقدیر لکھ لے۔ اختتام سے پہلے ایک اور خیال کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرا دوں۔ اللہ پاک کا کہنا ہے کہ اس نے ہر شخص میں اپنی روح پھونکی ہے یعنی ہر انسان اس کا ایک حصہ (فیض) لئے ہوئے ہے۔ شاید اسی وجہ سے علامہ کے الفاظ یوں ہیں۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

کابل کا تخت کانٹوں کی سیج ثابت ہوگا

اکرام اللہ

شمالی اتحاد کے کٹھ پتلی صدر کی حیثیت سے پروفیسر برہان الدین ربانی کے کابل میں وارد ہوجانے اور اتحاد کے کمانڈروں کے آپس کے اختلافات سامنے آنے سے افغانستان بحران نے نہ صرف نیا رخ اختیار کرلیا ہے بلکہ اس میں پہلے سے زیادہ شدت آ گئی ہے جب تک افغانستان کے نوے فیصد حصے پر طالبان کی مکمل حکومت تھی اس وقت بھی عالمی اجلاسوں میں افغانستان کے کٹھ پتلی صدر کی حیثیت سے برہان الدین ربانی کو ہی نمائندگی دی جاتی تھی کابل میں صدراتی محل پر قبضے کے فوراً بعد انہوں نے پہلا بیان یہ دیا کہ وہ جلد ہی افغانستان کے لئے ایک وسیع البنیاد حکومت تشکیل دیں گے دوسری طرف قدرت کا کمال دیکھیں کہ جس اقوام متحدہ میں اسے گذشتہ چند برسوں سے اکثریت نہ ہونے کے باوجود افغانستان کے نمائندے کی حیثیت حاصل تھی اس اقوام متحدہ کے ترجمان نے نیویارک میں بیان دیا کہ برہان الدین ربانی تمام لسانی ونسلی گروپوں پر مشتمل وسیع البنیاد حکومت تشکیل دینے کی اہلیت نہیں رکھتے عالمی برادری کی انہی کے بارے میں رائے اپنی جگہ لیکن خود شمالی اتحاد کے مختلف گروپ اپنی اپنی علیحدہ حیثیت تسلیم کرانے کی دوڑ میں شامل ہیں احمد شاہ مسعود (مرحوم) کے جانشیں تاجک نسل کے جنرل فہیم نے اپنی قیادت میں ایک حکمران فوجی کونسل کے قیام کا اعلان کیا ہے ان دو متصادم اعلانات کے علاوہ شمالی اتحاد کے ایک بڑے دھڑے حزب وحدت نے برہان الدین ربانی کی صدارت اور جنرل فہیم کی حکمران فوجی کونسل سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہوئے کئی ہزار مسلح دستے بامیان اور دیگر علاقوں سے جمع کرکے نہایت سرعت کے ساتھ کابل کے نواح میں داخل کر دیئے ہیں تا کہ آئندہ تشکیل ہونے والی کسی بھی وسیع البنیاد حکومت میں ہزارہ آبادی کی موزوں نمائندگی کو یقینی بنایا جا سکے شمال میں جنرل رشید دوستم سٹریٹجک اہمیت کے حامل شہر مزار شریف قابض ہیں اس لئے علاقہ کی ازبک آبادی طالبان کے انخلا کے بعد ایک دفعہ پھر دوستم کے گرد جمع ہوگئی ہے واضح رہے کہ جہاد افغانستان کے دوران جنرل دوستم اپنے علاقے میں سوویت فوجوں کے ساتھی تھے چنانچہ ان کا تاجک فوجوں اور برہان الدین ربانی سے کوئی نظریاتی اتحاد نہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ کٹھ پتلی شمالی اتحاد کے کاغذی وزیر دفاع جنرل فہیم کے مطابق موجودہ حکمران فوجی کونسل فی الحال تین ماہ تک انتظام الفرام اور امور مملکت پر قابض رہے گی اس عرصے میں برہان الدین ربانی کی حکومت کابل پر نہیں بلکہ کابل کے باہر کے علاقوں پر محدود رہے گی تین ماہ کے بعد عبوری حکومت کا ڈھانچہ قائم کیا جائے گا جو دو سال تک کام کرے گا جس کے بعد انتخابات کے ذریعے ایک نمائندہ حکومت تشکیل دی جائے گی شمالی اتحاد کے لیڈروں سے ایسی چکنی چپڑی باتیں اور ایسے پیمان وفا عہد نامہ

اسلام آباد میں بھی برہان الدین ربانی اور ان کے دیگر رفقا کے دستخطوں سے سامنے آئے تھے خانہ کعبہ میں کھڑے ہوکر اسلام آباد ڈیکلریشن پر عملدرآمد کی قسم کھائی گئی تھی اور پھر شاہ فہد خادم حرمین شریفین کے سامنے ان قسموں کا اعادہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ برہان الدین ربانی، جنرل فہیم، جناب یونس قانونی یونس خالص کے وعدوں کو ایک مذاق سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاسکتی کیونکہ جو لوگ مقدس خانہ خدا میں اپنی قسموں کو پاؤں تلے روند ڈالیں ان پر کوئی کافر ہی اعتماد کرے گا اقوام متحدہ کے افغانستان کے خصوصی نمائندے فرانسس ویندرل نے خبردار کیا ہے برہان الدین ربانی موجودہ حالات میں از خود کابل میں کوئی ایسی وسیع البناد حکومت تشکیل دینے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ جس کو افغانستان کے مختلف طبقات قبول کرنے کیلئے تیار ہوں یہ تاثر بالکل غلط ہے کہ ظاہری طور پر طالبان کے انخلا کے بعد مختلف علاقوں پر مختلف دھڑوں کے مقامی قبضہ کے نتیجہ میں امن وامان اور اتفاق واتحاد کی فضا پیدا ہوجائے گی صورت حال اس کے برعکس ہے اس کھیل میں اب برطانوی اور امریکی فوجیں بھی داخل ہوگئی ہیں اپنی روایات کے مطابق لاکھ جھگڑوں کے باوجود بے شک افغان قوم آپس میں متحد نہ ہوسکیں لیکن غیر ملکی تسلط کو قبول کرنے کو تیار نہیں اس لئے اگرچہ شمالی اتحاد کے پاؤں نہیں جمے لیکن انہوں نے برطانوی فوجوں کی واپسی کا مطالبہ کرنا شروع کردیا ہے اگرچہ طالبان مشکل اور دفاعی پوزیشن میں چلے گئے ہیں لیکن شمالی اتحاد کے انتشار سے واضح ہو رہا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کو بھی وہ ثمرات آسانی حاصل نہیں ہو پائیں گے جن کے وہ خواب دیکھ رہے تھے اس لئے اگرچہ طالبان منظر سے ہٹ چکے ہیں اور اگر ان کی گوریلا جنگ سے پیدا ہونے والے خطرات کو نظر انداز بھی کردیا جائے تو شمالی اتحاد کے اندر کے تضادات اور گروہ بندی اور جنرل فہیم کے راستے میں ایسے کانٹے بچھاتے رہیں گے۔ گذشتہ چند سالوں کے دوران جب کہ ربانی کا اقتدار اپنی کوتاہیوں نالائقیوں اور وعدہ خلافیوں کے باعث ختم ہوا حکومت پاکستان کے طالبان کے ساتھ اپنی پینگیں اس حد تک بڑھائیں کہ شمالی اتحاد سے تمام رابطے منقطع کر لئے کیا طرفہ تماشہ ہے کہ اب امریکہ کے خلاف مل کر اس مسترد شدہ شمالی اتحاد کے اقتدار میں آنے کی راہ ہموار کی ہے شمالی اتحاد کو ماضی میں رد کرنے کی پالیسی کے باعث وہ لوگ روس اور بھارت کی گود میں چلے گئے جس کے نتیجہ میں پڑوسی ملک کے اقتدار میں ہمیں اپنا اثر ورسوخ پیدا کرنے میں تکلیف دہ صورت حال کا سامنا ہے ان تشویشناک حالات میں ہمارے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں کہ (1) ہم اقوام متحدہ پر از خود اور دوسرے ممالک کے ذریعے دباؤ ڈالیں کہ بلا تاخیر افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کے قیام میں اپنا کردار ادا کرے۔ (2)

چونکہ اقوام متحدہ امریکہ کی اشیرباد کے بغیر از خود کوئی جرات مندانہ اقدام کرنے کی پوزیشن میں نہیں اس لئے امریکہ کو باور کرایا جائے کہ پاکستان نے گزشتہ دو ماہ میں امریکہ کے اتحادی کی حیثیت سے فرنٹ سٹیٹ کا جو غیر معمولی کردار ادا کیا ہے اب امریکہ اس کی مشکلات کو سمجھے اور افغانستان میں نئی حکومت کے قیام کے سلسلے میں امریکہ نے جو وعدے اسلام آباد سے کیے تھے اب ان کی پاسداری کرے امریکہ اپنے پروردہ شمالی اتحاد کو کابل سے نکالے اور اس کو آزاد شہر کی حیثیت دیتے ہوئے وہاں اقوام متحدہ کی زیر نگرانی عبوری حکومت کے قیام کا بندوست کرے تا کہ وہ وسیع البنیاد حکومت تشکیل دینے کا کام شروع کرے۔ (3) عبوری حکومت کو تحفظ دینے اور امن امان کو یقینی بنانے کے لئے اس عرصہ میں امریکہ حسب وعدہ اسلامی ممالک کی افواج پر مشتمل اقوام متحدہ کی فوج افغانستان میں تعینات کرے۔ (4) ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہیے کہ کابل کو صرف امریکہ کے حکم سے واگذار کرایا جا سکتا ہے اس لئے اب ہمیں حکمت اور دانش کے تحت امریکہ کے ذریعے ایسے کام لینے چاہیں گذشتہ دو ماہ کے تجربات سے ہمیں کئی سبق حاصل ہوئے ہیں ہماری کئی پالیسیاں کمزور ثابت ہوئی ہیں تاہم مذکورہ بالا مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ہمیں کچھ کارڈ بچا کر رکھنے چاہیں مناسب ہوگا کہ پاکستان شمالی اتحاد کی حکومت یا فوجی کونسل کو کسی صورت میں تسلیم نہ کرے ہم اس بات پر بھی زور دیں جب تک اقوام متحدہ کے تحت کابل میں عبوری حکومت قائم نہیں ہو جاتی امریکہ اور دیگر اتحادی بھی شمالی اتحاد کی حکومت کو تسلیم نہ کریں ہم برادر اسلامی ممالک کو بھی قائل کریں وہ او آئی سی کو ہنگامی اجلاس طلب کرے جس میں فیصلہ کیا جائے نہ ہی برہان الدین ربانی کی حکومت کو تسلیم کیا جائے گا اور نہ ہی کابل میں اپنے سفارتخانے قائم کیے جائیں گے تاوقتیکہ وہاں اقوام متحدہ کے تحت عبوری حکومت قائم نہیں ہو جاتی موجودہ صورت حال میں پاکستان کو چاہیے کہ چین کو زیادہ اہمیت دے چین قابل اعتماد دوست ہے اس مسئلہ پر حکومت چین کی مکمل حمایت حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے ہم نے معاہدے کے تحت طالبان کی حکومت کے خاتمے تک عالمی برادری کا غیر معمولی ساتھ دیا ہے ہمارے داخلی خارجی معاشی اور دفاعی حالات موافق نہیں تھے لیکن ہم نے امریکہ اور اتحادیوں کا ساتھ دیا اب ایک طرف امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا امتحان ہے کہ اس بار اپنے وعدے ایفا کرتے ہیں یا ماضی کی طرح اپنی بیوفائیوں کی روایات چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں گے تو دوسری طرف اپنے پاکستان کو اپنی سلامتی کی خاطر اپنی خودمختار پالیسیوں کی طرف لوٹنا ہوگا کیونکہ امریکہ جو توڑ پھوڑ کر کے جائے گا ہمیں اس ملبے کی تعمیر ایک مرتبہ پھر خود کرنی ہے اور ایسا ایک مضبوط اور خودمختار حکمت عملی اختیار کرنے سے ہی ممکن ہوگا۔

سلام

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
شہریارِ ارم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشہ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام
نورِ عینِ لطافت پہ الطف درود
زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام
سروِ نازِ قدم مغزِ رازِ حکم
یکہ تازِ فضیلت پہ لاکھوں سلام
نقطۂ سرِ وحدت پہ یکتا درود
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام
صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
جس کے زیرِ لوا آدم و ماسوا
اس سزائے سیاست پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
اصلِ ہر بود و بہبود تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

انسانوں کی سمگلنگ کا بھیانک کاروبار

خصوصی رپورٹ

دنیا کے ترقی یافتہ اور خوشحال ممالک میں انسانی سمگلنگ کا مسئلہ نہایت سنگین صورتحال اختیار کر چکا، جہاں معاشی طور پر غیر مستحکم خطوں کے باشندوں کی بڑی تعداد ان ممالک میں غیر قانونی طریقے سے داخل ہونے کی کوشش کرتی ہے۔ بعض اوقات یہ غیر قانونی تارکین وطن اپنی آنکھوں میں معاشی آسودگی کے خواب سجائے موت کی آغوش میں جا پہنچتے ہیں۔ انسانی سمگلنگ کا یہ گھناؤنا کاروبار منشیات اور اسلحہ کی سمگلنگ کی طرح انتہائی نفع بخش کاروبار سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں ان سرگرمیوں کو انجام دینے والے منظم گروہ بعض اوقات ایسے ذرائع اختیار کرتے ہیں کہ مسافر اپنی منزل مقصود پر پہنچنے سے قبل ہی اس دار فانی سے کوچ کر جاتا ہے۔ دنیا میں گذشتہ دو دہائیوں میں ہونے والی سیاسی اور معاشی تبدیلیوں نے اس کاروبار کو بہت فروغ دیا ہے اقوام متحدہ کے ادارہ برائے انسداد منشیات و جرائم کے مطابق بحری جہازوں میں تجارت کے بجائے انسانی سمگلنگ جاری ہے یہ ایک ایسی [illegible] یہ ہے جس کا فوری سدباب انتہائی ضروری ہے۔

یوں تو پوری دنیا میں ہی غیر قانونی تارکین وطن کی ہلاکتیں ہوتی رہیں لیکن جون 2000ء میں برطانیہ کی بندرگاہ ڈوور پر لنگر انداز ہونے والے بحری جہاز میں اٹھاون چینی افراد کی ہلاکت نے پوری دنیا کی توجہ اس مسئلے کی طرف مبذول کرائی جو کہ ٹماٹر کے کنٹینر میں دم گھٹنے کے باعث ہلاک ہوئے تھے۔ امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، وسطی یورپ اور جاپان کا شمار ایسے ہی چند متمول ممالک میں ہوتا ہے جو کہ غیر قانونی تارکین وطن کیلئے ایک آئیڈیل جگہ تصور کی جاتی ہے۔ ان ممالک میں داخل ہونے والے افراد کا تعلق مشرقی یورپ، افریقہ اور ایشیائی ممالک سے ہے جن میں بڑی تعداد افغانی، عراقی، کرد، البانوی، بنگلہ دیشی، بھارتی، چینی اور پاکستانی باشندوں کی ہے ان کے علاوہ یوگوسلاویہ سے آزاد ہونے والی ریاستوں اور ہنگری، رومانی، پولینڈ کے ممالک کے باشندوں کی بڑی تعداد بھی شامل ہے۔ ایسے افراد کی بڑی تعداد اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی مدد حاصل کرتی ہے جو کہ ان کی مختلف راستوں اور طریقوں سے رہنمائی کرتے ہیں۔ ایشیائی ممالک کے باشندوں کی بڑی تعداد وسطی یورپ میں داخل ہونے کیلئے پولینڈ، ہنگری، البانیہ، بوسنیا ہرزیگووینا، یوکرین، چیک ری پبلک اور سلواکیہ کو گزرگاہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں جہاں سے وہ مختلف طریقوں سے مغربی جرمنی، اٹلی، برطانیہ، سپین اور دیگر ممالک میں داخل ہوتے ہیں جبکہ یہاں کام کرنے والے ایجنٹ بھی ان دستاویز کے محض گارنٹی پر کام کرتے ہیں۔ معاہدہ پورا ہونے کے بعد باقاعدہ طور پر ضمانتی کو اس کی رقم ادا کر دی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ افغانی اور عراقی باشندوں کو خوشحال ممالک میں سیاسی پناہ حاصل کرنے میں خصوصی رعائت دینے کے باعث ان کی بڑی تعداد ان مقبول ممالک کا رخ کرتی ہے جبکہ امیگریشن کے اعداد و شمار کے مطابق 99 میں تقریباً چھ ہزار افراد غیر قانونی طریقے سے وسطی یورپ میں داخل ہوتے ہوئے ہلاک ہو گئے تھے جبکہ گذشتہ سال 2406 افراد ہلاک ہوئے۔ امریکی کانگریس نے اپنی ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ جس کے مطابق پڑوسی ملک میکسیکو سے غیر قانونی طریقے سے داخل ہونے والے 1013 افراد موت کے منہ میں جا چکے ہیں۔ اٹلی کا ساحلی علاقہ ایڈریاٹک جو کہ غیر قانونی طور پر اٹلی میں داخل ہونے والے افراد کیلئے قبرستان کی حیثیت سے مشہور ہے جہاں تقریباً ہر روز ہی کسی نہ کسی فرد کی لاش ملتی ہے۔ اٹلی کے سمندری ماحول کی ایک تنظیم کے مطابق انہیں اپنی تحقیقات کے دوران ایڈریاٹک کے ساحلی علاقے سے انسانی ہڈیاں ملی ہیں جو یقیناً ان افراد کی ہیں جو غیر قانونی طریقے سے اٹلی میں داخل ہونے کی کوشش میں ناکامی کے باعث سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے تھے۔ اس تشویشناک صورتحال کو دیکھتے ہوئے اٹلی کی حکومت نے سخت اقدامات کئے ہیں جن سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا ہے۔ اس سال ہی یہاں ایک قانون بھی نافذ کیا گیا ہے جس کے تحت غیر قانونی تارکین وطن کو قید و بند کی صعوبتیں بھی دی جا سکیں گی چونکہ پانی کے راستے یورپ میں پہنچنا نسبتاً آسان ہوتا ہے اس لئے اس میں بری راستے کی نسبت کم خرچ آتا ہے اس سلسلے میں ایک مخصوص کشتی روڈ یک استعمال کی جاتی ہے جس کی لمبائی میں تقریباً آدھے درجن افراد سفر کرتے ہیں اس

بینکاک، امریکہ، جاپان اور کینیڈا جانے کے خواہشمندوں کی ایک بڑی منڈی ہے یہاں کے چھوٹے بڑے ہوٹلوں میں ایجنٹ دستیاب ہیں جبکہ بنگلہ دیش، بھارت، پاکستان اور سری لنکا سے تعلق رکھنے والے باشندے کئی کئی مہینوں سے یہاں مقیم ہیں اگر ان ہوٹلوں میں تھوڑی دیر تک رکا جائے تو آپ کو یقیناً کوئی نہ کوئی ایجنٹ امریکہ یا کینیڈا کیلئے مل جائے گا۔ آپ ان سے پیسے طے کریں اور ان کے بھیجے جانے والے مختلف روٹس میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں۔ بینکاک میں ایسے افراد کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے جو کہ ان ایجنٹوں کے چکر میں آ کر اپنی ساری پونجی گنوا چکے ہیں۔ ایجنٹ ان سے مختلف حیلوں اور بہانوں سے رقم اینٹھ لیتے ہیں۔

کے علاوہ ان بحری راستوں میں انسانی سمگلنگ کے حوالے سے ڈک روبوٹ بھی انتہائی شہرت کی حامل ہے جس میں بیک وقت ساٹھ افراد سفر کرتے ہیں ۔ کشتی
والے ایک پھیرے کے ایک لاکھ ڈالر لیتے ہیں جسے اجتماعی طور پر ساٹھ افراد میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔
سپین اور اٹلی کی طرف سے کیے جانے والے سخت اقدامات کے بعد ایجنٹوں نے نئے راستوں کی تلاش شروع کر دی ہے جس کی وجہ سے اب یہ حادثات
کوسود کے یخ بستہ پہاڑوں کو پار کرتے ہوئے ، چیک ری پبلک اور سلواک کے درمیان بہنے والے دریائے موراوار میں ڈوب کر: انگلینڈ اور فرانس کے درمیان چلنے
والے ریفریجریٹر ٹرک میں سوار ہو کر یا افریقی ممالک سے آنے والے بحری جہازوں کے کارگو سیکشن میں چھپ جانے والے افراد کے ساتھ ہو رہے ہیں ۔ روسی
ریاست یوکرین بھی وسطی یورپ میں داخل ہونے کی ایک بہترین گزرگاہ سمجھی جاتی ہے ۔ یہاں سے ہزاروں افراد روزانہ وسطی یورپ کے کسی نہ کسی ملک میں داخل
ہو جاتے ہیں ۔ ایسے افراد کو یہاں پر موجود ہزاروں جعلی کمپنیوں کے ذریعے یا جعلی شپنگ کی دستاویزات کی تیاری کے بعد منزل مقصود تک چھوڑ کر آیا جاتا ہے ۔
یوکرین میں اس نفع بخش کاروبار میں مرد حضرات کے ساتھ ساتھ یہاں کی خواتین بھی ہراول دستے کی طرح شامل ہیں ۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت
تقریباً دو لاکھ افراد یوکرین میں وسطی یورپ اور امریکہ جانے کے منتظر ہیں پولینڈ ، چیک ری پبلک ، سلواکیہ ، ہنگری اور رومانیہ بھی وسطی یورپ میں داخل ہونے کیلئے
ایک بہترین گزرگاہ ثابت ہوتے ہیں ۔ پولینڈ اور مغربی جرمنی کے درمیان واقع سرحدی علاقہ میں چونکہ گھنے جنگلات کا ایک وسیع سلسلہ ہے جو کہ اس کام
میں معاون ثابت ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ سلواکیہ سے ملنے والی ایک چھوٹی سرحد آسٹریا میں انسانی سمگلنگ کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔
صرف 99 میں ہنگری سے مال بردار ٹرکوں کے ذریعے 41502 افراد کو غیر قانونی طریقے سے ویانا جانے کی کوشش میں گرفتار کیا گیا تھا جبکہ
2000 میں آسٹریا کی سرحد پر چھبیس افراد کو گرفتار کیا گیا جن کا تعلق افغانستان ، نیپال ، بھارت اور چین سے تھا ، ہنگری میں انسانی سمگلنگ میں چینی آباد کار بھی
ملوث ہیں یہاں تقریباً ایک لاکھ چینی آباد ہیں جو مختلف طریقوں سے یورپ تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اس سلسلے میں بلغاریہ کا شہر صوفیہ بھی بہت مشہور ہے جس کی
ایک شاہراہ ترکی ، دو شاہراہیں یونان ، رومانیہ اور مقدونیہ سے جا ملتی ہیں ۔ حال ہی میں بلغاریہ کی حکومت نے منشیات اور انسانی سمگلنگ کے گھناؤنے کاروبار کی حوصلہ
شکنی کیلئے ایک ملین ڈالر کی خطیر رقم سے ان شاہراہوں پر جدید آلات نصب کیے ہیں ۔ یوگوسلاویہ کی آزاد ہونے والی ریاستوں میں معاشی عدم استحکام پڑوسی ممالک
سے تعلقات میں ناہمواری اور سیاسی بحران کے باعث ان ممالک میں منشیات فروشوں ، اسلحہ اور انسانی سمگلروں کو پیر جمانے کے مواقع ملے جن سے انہوں نے بھرپور
فائدہ اٹھایا ۔ بوسنیا ہرزیگووینا کے علاقے کو بھی یورپ میں داخل ہونے کیلئے ایک عمدہ گزرگاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے بوسنیا میں چونکہ ایشیائی ممالک ایران ،
عراق ، ترکی کیلئے ویزہ پالیسی میں نرمی کی گئی ہے اس لیئے ان ممالک سے لوگ بڑی تعداد میں یہاں آ کر آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ عام طور پر استنبول سے بوسنیا
اور پھر وسطی یورپ کے کسی ملک میں داخل ہونے کا سہل اور آسان راستہ ہے اسی طرح کروشیا اور ہنگری کا شمال مشرقی پہاڑی علاقہ جو کہ اٹلی کے شہر ٹرائیسٹ کے
قریب واقعہ ہے اٹلی اور آسٹریا کی طرف سے سیاحوں کو دی جانے والی رعایت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر بھی لوگوں کو ٹرائسٹ شہر میں داخل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ حال
ہی میں البانیہ سے سمندر کے راستے اٹلی جانے والے 170 افراد جو کہ ایک بڑی کشتی میں سوار تھے کوسٹ گارڈ سے فرار ہونے کی کوشش میں ڈوب گئے ۔
کیوبا سے امریکی ریاست میامی میں غیر قانونی طریقے سے جانے والے افراد کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے میامی کی بندرگاہ پر اترنے والے کارگو شپ اور
چھوٹی کشتیوں کے ذریعے لائے جانے والے سامان میں امریکہ جانے کے خواہشمند افراد کو چھپایا جاتا ہے اس کوشش میں اب تک ہزاروں افراد گرفتار ہو چکے ہیں
۔ جبکہ سینکڑوں ہلاک ہو چکے ہیں لیکن امریکہ جانے کے خواہشمند پھر بھی انہی کوششوں میں مصروف ہیں ۔ جولائی 2001 میں بیس پاکستانی افراد پر مشتمل کشتی جس
کے ہر مسافر سے یونان تک پہنچانے کے لیے چار لاکھ روپے لیے گئے تھے اب تک لاپتہ ہیں ۔ شمالی اور وسطی امریکہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بلیو جزیرہ بھاماس میں
بھی منظم گروہ غیر قانونی طریقے سے لوگوں کو امریکہ پہنچا رہے ہیں ۔
بینکاک ، امریکہ ، جاپان اور کینیڈا جانے کے خواہشمندوں کی ایک بڑی منڈی ہے یہاں کے چھوٹے بڑے ہوٹلوں میں ایجنٹ دستیاب ہیں جبکہ بنگلہ دیش ،
بھارت ، پاکستان اور سری لنکا سے تعلق رکھنے والے باشندے کئی کئی مہینوں سے یہاں مقیم ہیں اگر ان ہوٹلوں میں تھوڑی دیر تک رکا جائے تو آپ کو یقیناً کوئی نہ کوئی
ایجنٹ امریکہ یا کینیڈا کیلئے مل جائے گا ۔ آپ ان سے پیسے طے کریں اور ان کے بھیجے جانے والے مختلف روٹس میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں ۔ بینکاک میں ایسے
افراد کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے جو کہ ان ایجنٹوں کے چکر میں آ کر اپنی ساری پونجی گنوا چکے ہیں ۔ ایجنٹ ان سے مختلف حیلوں اور بہانوں سے رقم اینٹھ لیتے ہیں ۔
اگرچہ یورپی ممالک کی ترقی میں غیر قانونی تارکین وطن نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے جس کا اظہار یورپی یونین نے بھی کیا ہے لیکن انہوں نے
سمگلنگ کے اس طریقہ کار پر انتہائی تشویش کا اظہار بھی کیا ہے اور آج بھی وہ اس پریشانی کا شکار ہیں کہ انسانی سمگلنگ کی کسطرح حوصلہ شکنی کی جائے ۔ یقیناً اس سلسلے
وسطی یورپ کے پڑوسی ممالک ، ہنگری ، پولینڈ ، بلغاریہ ، مقدونیہ ، بوسنیا ہرزیگووینا ، چیک ری پبلک اور سلواکیہ کی حکومتوں کو موثر اور سنجیدہ اقدامات کرنے ہوں گے جب
تک دنیا میں معاش کا دہرا نظام رائج رہیگا شائد اسی طرح غریب ممالک کے باشندے اپنے گھر کے چراغ کی روشنی بڑھانے کی کوشش میں دیئے بجھاتے رہیں گے ۔

مفکر اسلام علامہ محمد نور المصطفےٰ رضوی

کے قلم سے قرآن و حدیث کے مضبوط دلائل و براہین سے مزین' محققانہ ایمان افروز

مختصر مگر جامع کتاب

اپنی نوعیت کی واحد کتاب جس میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

نماز پڑھنے کا طریقہ نہایت ہی دل نشین انداز میں بیان کیا گیا ہے

تمام اختلافی مسائل قرات خلف الامام، رفع یدین، مسئلہ آمین، دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا، ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا اور نماز وتر پر نفیس تحقیق پیش کی گئی ہے

پوری کتاب میں کہیں بھی کتب فقہ کا حوالہ نہیں دیا گیا (مثلاً شامی' عالمگیری ہدایہ وغیرہ) طریقہ نماز اور مسائل نماز صرف اور صرف قرآنی آیات اور کتب حدیث کے حوالے سے لکھے گئے ہیں

ممتاز ادیب، معروف ماہر تعلیم علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب مدظلہ العالی کے بہار آفرین قلم سے شاندار فکر انگیز اور بصیرت افروز مقدمہ ممتاز اور جید علماء کرام و مشائخ عظام کی تقریظات

عمدہ کتابت | طباعت فاسٹ | بہترین کاغذ | جاذب نظر ٹائٹل | ہدیہ بالکل مناسب

ملنے کا پتہ

مکتبہ رضویہ دار العلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

مسلم کتابوی نزد ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور ★ مکتبہ نقش لاثانی عقب جناح اسٹیڈیم سیالکوٹ